بسم الله الرحمن الرحيم

عقائد ۱

مختارات عقائدیہ کا ترجمہ

پہلا حصہ

سید احمد الحسن (ع) کی کتاب سے ماخوذ معرفت حجت کے قانون

مرتب: عبد العالی المنصوری

اصل دین

اس زمین پر اصل دین یا عقیدہ الٰہی وہی استخلاف (خلافت الٰہی) ہے۔ اس وقت سے جب اللہ تعالیٰ نے زمین پر پہلے انسان آدم (ع) کو پیدا کیا تو اسے زمین پر اپنا خلیفہ بنایا۔

«وَ إِذْ قالَ رَبُّکَ لِلْمَلائِکَةِ إِنِّی جاعِلٌ فِی الْأَرْضِ خَلیفَةً قالُوا أَ تَجْعَلُ فیها مَنْ یُفْسِدُ فیها وَ یَسْفِکُ الدِّماءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ قالَ إِنِّی أَعْلَمُ ما لا تَعْلَمُونَ »[۱]

(اے رسول. اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں اور انہوں نے کہا کہ کیا اسے بنائے گا جو زمین میں فساد برپا کرے اور خونریزی کرے؟! جب کہ ہم تیری تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں تو ارشاد ہوا کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو).

«وَ عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْماءَ کُلَّها ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلائِکَةِ فَقالَ أَنْبِئُونی بِأَسْماءِ هؤُلاءِ إِنْ کُنْتُمْ صادِقینَ»[۲]

(اور خدا نے آدم (ع) کو تمام اسماء کی تعلیم دی اور پھر ان سب کو ملائکہ کے سامنے پیش کر کے فرمایا کہ ذرا تم ان سب کے نام تو بتاؤ اگر تم سچّے ہو).

« قالُوا سُبْحانَکَ لا عِلْمَ لَنا إِلاَّ ما عَلَّمْتَنا إِنَّکَ أَنْتَ الْعَلیمُ الْحَکیمُ »[۳]

(ملائکہ نے عرض کی کہ ہم تو اتنی ہی جانتے ہیں جتنا تو نے بتایا ہے کہ تو صاحب علم بھی ہے اور صاحب حکمت بھی)۔

«قالَ یا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمائِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمائِهِمْ قالَ أَ لَمْ أَقُلْ لَکُمْ إِنِّی أَعْلَمُ غَیْبَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ أَعْلَمُ ما تُبْدُونَ وَ ما کُنْتُمْ تَکْتُمُونَ »[۴]

(ارشاد ہوا کہ اے آدم، اب تم ان کے اسماء سے انہیں باخبر کردو تو جب آدم نے باخبر کردیا تو خدا نے فرمایا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا میں آسمان اور زمین کے غیب کو جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو یا چھپاتے ہو سب کو جانتا ہوں).

یہ وہی ہے جو آدم (ع) اور فرشتوں اور جنوں کے درمیان تھا؛ کیونکہ فرشتے اور جن خود کی طرف سے اس علم کو حاصل کرنے کے قابل نہیں تھے جو آدم حاصل کرتا ہے؛ اس لیے آدم (ع) کا خلیفہ بننا ناگزیر تھا؛ کیونکہ وہ صرف ان کو متعارف کرانے کے قابل تھا جو وہ نہیں جانتے تھے۔ انسان نے کچھ صلاحیت اور ہنر پر عمل کیا جو خدا نے اس میں امانت کے طور پر قرار دیا تھا۔ چونکہ وہ انسان تھا اور انسان میں وسیع اور زیادہ صلاحیت تھی؛ اس لیے وہ خدا کی صورت پر پیدا کیا گیا ہے، یعنی اسے خدا کے ناموں

---

[1]-قرآن پاک، سورہ بقرہ، آیت 30

[2]-قرآن پاک، سورہ بقرہ، آیت 31

[3]-قرآن پاک، سورہ بقرہ، آیت 32

[4]-قرآن پاک، سورہ بقرہ، آیت 33

کے علم پر پیدا کیا گیا ہے، اور مخلوق کے لیے خدا کے ناموں کو ظاہر کرنے کی صلاحیت اس کے سپرد کی گئی ہے۔(اللہ خَلَقَ آدَمَ عَلَی صُورته)،[1] (خدا نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا)۔

لیکن لوگوں میں یا خود بنی آدم (ع) میں، وہ یقیناً عمل اور اخلاص میں ایک جیسے نہیں ہیں، اس کے علاوہ ان میں سے اکثر عمل سے غافل ہیں؛ نتیجتاً یہ ضروری ہو گیا کہ جو شخص خدا کا علم اور معرفت رکھتا ہے وہ اس شخص پر خلیفہ ہو جو اس سے ناواقف ہے۔ لہٰذا- عوالم بالا میں- پہلا حقیقی خلیفہ محمد (ص) ہے اور پھر آل محمد (ع) یا پھر ان جیسے لوگ؛ لیکن اس جسمانی دنیا میں، ہر دور میں محمد (ص) سب سے زیادہ عالم اور سب سے زیادہ خدا کو جاننے والے ہیں۔

اس لیے یہاں تین مسائل اٹھائے جاتے ہیں: مستخلِف (خدا جس نے خلیفہ مقرر کیا)، (مستخلَف (وہ جسے خدا کی خلافت کے لیے منتخب کیا گیا ہے) اور وہ علم جو خلیفہ خدا کے سپرد ہے۔ خلیفہ کی صفات اور اس کے عمل کی قابلیت یا خدا کی طرف سے اس کے فرائض کے مطابق، ہم اسے اور جو یہ اٹھاتا ہے او ساتھ اس کے مستخلِف کو بھی وصف کر سکتے ہیں، یعنی ہم کہہ سکتے ہیں: کہ وہ نبی ہیں اس لیے کہ اسے غیبی خبریں ملتی ہیں۔ ، یعنی وہ خبریں حاصل کرتا ہے، اور بنیادی طور پر جو شخص اسے وحی کرتا ہے، وہ اسے مطلع کرتا ہے، اور چونکہ وہ ایک مشن (رسالت) کا علمبردار ہے، تو وہ ایک رسول اور قاصد ہے جو اپنے بھیجنے والے کی طرف سے ایک مشن (رسالت) لے کر جاتا ہے۔ نتیجے کے طور پر، اصول دین (استخلاف) میں تین اصول شامل ہیں: مستخلِف (خدا)، خلیفہ (نبی اور رسول)، علم؛ دوسرے لفظوں میں: مُنبِی اور مخبر (خدا)، نبی (مالک اور غیب کی خبروں کا علمبردار) اور نبا اور غیبی اخبار؛ یا دوسرے لفظوں میں: بھیجنے والا اور مرسِل (خدا)، رسول اور سفیر، مشن (رسالت) اور خدا کا پیغام؛ اور اگر اس رسول کو امامت کا مقام حاصل ہو تو ہم اسے امام بھی کہہ سکتے ہیں۔

یہ اصل (استخلاف)، دین کا اصل اور اس کا ستون اور محور ہے، جس نے اس کی خلاف ورزی کی اس نے دین الٰہی کی خلاف ورزی کی اور دین میں سے کچھ نہیں چھوڑا۔ اسی وجہ سے ائمۂ اطہر (ع) اور امام صادق (ع) نے تاکید کی ہے کہ امیر المومنین (ع) کے حقوق غصب کرنے والوں کا اسلام کو توڑنے اور پامال کرنے میں سب سے بڑا حصہ ہے، نہ صرف اس کی وجہ سے کہ امیر المومنین (ع) کے حق غصب ہوگئے، بلکہ اس لیے کہ اس غصب کا مطلب اسی اصول کی خلاف ورزی ہے جس پر کل دین اس کے گرد گھومتا ہے، جو کہ وہی خلافت الٰہی ہے؛ اور اس نے لوگوں کو اس اصول سے منحرف کیا جو کہ الف سے یاء تک ایک ہی الٰہی مذہب ہے۔

امام جعفر بن محمد صادق (ع) نے فرمایا: «إن الدين وأصل الدِّينِ هُوَ رَجُلٌ وَ ذَلِکَ الرَّجُلُ هُوَ الْيَقِينُ وَهُوَ الْإِيمَانُ وَ هُوَ إِمَامُ أُمَّتِه وَ أَهْلِ زَمَانِهِ فَمَنْ عَرَفَهُ عرفَ اللهَ وَ مَنْ أَنْكَرَهُ أَنْكَرَ اللهَ وَ دِينَهُ وَ مَن جَهِلَهُ جهلَ اللَّهَ وَ دِينَهُ وَ

1- الکافی، ج1، ص134؛ التوحید (صدوق)، ص103

حُدُودَہُ وَ شَرَائِعَہُ بِغَيْرِ ذَلِکَ الْإِمَامِ كَذَلِكَ جَرَى بِأَنَّ مَعْرِفَةَ الرِّجَالِ دِينُ اللهِ وَ الْمَعْرِفَةُ عَلَى وَجْهِهِ مَعْرِفَةٌ ثَابِتَةٌ عَلَى بَصِيرَةٍ يُعْرَفُ بِهَا دِينُ اللهِ وَ يُوصَلُ بِهَا إِلَى مَعْرِفَةِ اللهِ»[۱]

(دین اور دین کا اصل ایک آدمی ہے اور یہی آدمی یقین ہے اور وہی ایمان ہے اور وہی قوم اور اس کے دور کا امام ہے، جو اسے جانے وہ خدا کو جان چکا ہے اور جو اس کا انکار کرتا ہے وہ خدا اور اس کے دین کو انکار کیا ہے، اور ہر وہ شخص جو اس سے ناواقف ہے - اس امام کے بغیر - خدا، اس کے دین، اس کی حدود اور قوانین سے بے خبر ہے۔ ایسا ہے کہ مَردوں کا پہچان، خدا کی دین ہے اور اس شکل میں پہچان، مستحکم اور با بصیرت ہے جس کے ذریعے خدا کا دین معلوم ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ خدا کی معرفت تک پہنچتی ہے)۔

استخلاف (جانشین مقرر کرنا) ایک مستقل سنت (روایت) ہے جس کی بیرونی دنیا میں اس کی خلاف ورزی نہیں ہوئی ہے۔

خدا سبحان زمین اور اس کے لوگوں کا مالک ہے اور اپنی ملکیت میں مطلق حاکمیت رکھتا ہے اور اس کی ملکیت کی یہ حاکمیت کسی اور کو منتقل کرنے کے لیے، خود خدا (اصل اور حقیقی مالک) کو ایک مخصوص شخص کو خلیفہ اور جانشین کے طور پر مقرر کرنا ہوگا اور اس کی رہنمائی کرنا ہے؛ لہٰذا، جو غیر ضروری طور پر مداخلت کرتا ہے اور خدا کی ملکیت میں اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو رہنما منتخب کرتا ہے، خلافت الٰہی کو غصب کرنے والا ظالم اور خدا کی حاکمیت اور بادشاہی پر حملہ آور سمجھا جاتا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کی سنت یہ تھی کہ رسول اللہ (ص) سے پہلے اپنی زمین میں خلیفوں کا انتخاب کر چکے تھے اور رسول خدا محمد (ص) کا انتخاب بھی کیا اور بلا شبہ آپ (ص) کے بعد لوگوں کو خلیفہ منتخب کیے بغیر نہیں چھوڑا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

« وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ »[۲]

(اور یہ کافر کہتے ہیں: کہ ان کے اوپر اپنے رب کی طرف کوئی نشانی (ہماری مطلوبہ) کیوں نہیں نازل ہوتی تو آپ کہہ دیجئے کہ میں صرف ڈرانے والا ہوں اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی اور رہبر ہے)۔

لیکن جو شخص رسول اللہ (ص) کے بعد متواتر الٰہی سنت کی خلاف ورزی پر یقین رکھتا ہے، اسے اس دلیل کو رد کرنا چاہیے جس کی بنیاد ہے کہ "ملک و حکومت خدا کی ہے اور اس کی اجازت اور تشخیصی نص کے بغیر اس پر قبضہ کرنا جائز نہیں ہے"۔ پھر

---

[1]- بصائر الدرجات (محمد بن حسن صفار)، ص 549؛ مختصر بصائر الدرجات (حسن بن سلیمان حلی، ص 82؛ خاتمۃ المستدرک (میرزای نوری)، ج 4 ص 118؛ بحار الأنوار، ج 42، ص 290

[2]- قرآن کریم، سورہ رعد، آیہ 7

اسے اس الٰہی سنت کی خلاف ورزی کا قطعی ثبوت پیش کرنا ہوگا جو آدم سے لے کر محمد (ص) تک الٰہی دین کے راستے میں جاری ہے۔

قانون سازی اور نفاذ کی صلاحیت میں حاکمیت اللہ کی ہے۔

لوگوں پر حاکمیت کا اصول یہ ہے کہ یہ خدا کا ہے اور استخلاف (جانشینی) اسی اصول کی فرع (ایک شاخ) ہے۔ لہٰذا خدا کا خلیفہ، اس کی ولایت خدا کی ولایت کی فرع ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ خدا کی ولایت کسی اور کو منتقل کرے سوائے قطعی شرعی دلیل کے۔

اس لیے اصول یہ ہے کہ لوگوں پر ولایت صرف خدا کے لیے مقرر ہے اور کسی انسان کا کسی دوسرے انسان پر ولایت نہیں ہے سوائے ایک قطعی دلیل کے؛ لیکن یہ کہنا کہ حکمران (اس کے ہر جانشین) کو عوام پر ولایت نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی حکومت اور خود مختاری کے اصول کو پامال اور باطل کیا ہے؛؛ لیکن وہ کہیں کہ لوگوں پر اس کی ولایت خدا کی طرف سے منصوب کسی شخص کی ولایت کی طرح ہے، تو انہیں چاہیے کہ وہ ہر اس شخص کے لیے جو خلیفہ ہونے اور لوگوں پر اس کی ولایت کا دعویٰ کرتا ہے، خدا کی طرف سے ایک قطعی دلیل اور تشخیصی نص لے کر آئیں۔

زمین پر خدا کا خلیفہ کیسے جانا جاتا ہے؟

جیسا کہ کہا گیا، استخلاف یقینی امر ہے کیونکہ اسے چھوڑنا حکمت و عقل کے خلاف اور رحمت کے خلاف ہے اور چونکہ مخلوقات میں انسان کامل ترین قسم ہے اس لیے خلیفہ کا انتخاب یقینی طور پر اسی قسم کے انسانوں میں سے ہوگا۔

خدا نے جانشین یا مستخلِف کے تعین کرنے والے کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انسان استخلاف کے قانون کا حصہ ہے اور اس کی تخلیق اس طرح کی گئی ہے کہ وہ خدا کا خلیفہ بن سکے:

« وَ إِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلَائِکَةِ إِنِّی جَاعِلٌ فِی الْأَرْضِ خَلِيفَةً »[۱]

(اور آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں)۔

روایت میں یہ بھی ہے:

(اللَّه خَلَقَ آدَمَ عَلى صُورَته)[۲] (خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا)۔

تورات یا عہد نامہ قدیم میں یہ کہا گیا ہے:

(اور خدا نے فرمایا: ہم انسان کو اپنی صورت اور مشابہت پر پیدا کرتے ہیں)۔[۳]

---

[1]- قرآن کریم، سورہ بقرہ، آیہ 30

[2]- الکافی، ج1، ص134؛ التوحید (صدوق)، ص103

[3]- تورات، سفر پیدایش، اصحاح 1

(چنانچہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ خُدا کی صورت میں اُسے پیدا کیا)۔[۱]

لٰہذا ایسی تعریف کے ساتھ یہ بات یقینی ہے کہ خدا کسی بھی وقت کسی انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ منتخب کرتا ہے، بلکہ جب خلیفہ کو غیر حاضر (غیبت میں) رہنے پر مجبور کیا جائے تو بھی اسی وجہ سے اس کا جانشین کوئی نہ کوئی ضرور ہو۔ لٰہذا ہم نے یہاں تمام مخلوقات میں سے خلیفہ کی شناخت کی ہے اور اس کی قسم کا تعین کیا ہے اور یہ کہ وہ انسان ہے۔ کیونکہ انسان کو لاہوت (خدا) کی صورت پر بنایا گیا تھا۔

باقی رہ گیا باہر کی دنیا میں ایسے شخص کی شناخت کرنا، یہاں ہمیں ایک ایسے قانون کی ضرورت ہے جس کی مدد سے ہم ہمیشہ خلیفہ کو دوسروں سے ممتاز کر سکیں۔ بصورت دیگر استخلاف کا مقصد، جو لوگوں کی رہنمائی اور انہیں خدا اور اس کے اوامر و نواہی اور مشیت سے متعارف کرانا ہے، پامال ہو جائے گا۔ اور نتیجے کے طور پر، ہمیں ایک ایسے قانون کی ضرورت ہے جو حجت خدا کو ہمارے سامنے متعارف کرائے اور یہ قانون خلیفہ منصوب ہونے کے پہلے دن سے قیامت تک اور اس دنیا میں امتحان کے خاتمے تک مسلسل لاگو ہونا چاہیے، کیونکہ لوگ ہمیشہ خدا کے خلفاء کو منصوب ہونے کے دوران اور ان کے منصوب ہونے کے بعد ماننے کے پابند ہیں اور وہ ان سے حق اور درست عقیدے اور ان کی ثقافت کو جاننے اور ان کی دعوت کے مواد پر عمل کرنے کے ذمہ دار ہیں، جب تک اگلے رسول کی دعوت سے اسے منسوخ نہ کیا جائے۔

تو کم از کم اس قاعدے کو ایک مدت تک مسلسل جاری رہنا چاہیے جب تک کہ رسالت کا فائدہ جس کے ساتھ رسول بھیجا گیا ہے ختم نہ ہو جائے۔ مثال کے طور پر حضرت محمد (ص) کے بارے میں یہ قانون آج بھی جاری ہے۔

معرفت حجت کا قانون اور اس کے تین ستون

وہ قانون جو عقل اور حکمت کے مطابق ہو وہ تمام تر وہی تین ستون ہیں جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔ جو زمین پر خدا کے خلیفہ کی تنصیب کے ثبوت کے لیے حتمی اور یقینی ہے۔ اور یہ حکیم اور رحیم مطلق سے جاری ہونا ضروری ہے اور وہ تین ستون یہ ہیں:

خلیفہ کی تنصیب، اس کا اعلم ہونا، اور مکلفین کو اس کی اطاعت کا حکم کرنا؛ لیکن یہاں ہم ان تینوں نکات کو دوسرے مرحلے میں بیان کرتے ہیں جو خلیفہ اور مکلفین کے درمیان تعلق کا مرحلہ ہے اور یہ تین ستون کیسے مکلفین پر استدلال کے مقام میں خلیفہ کی دلیل ہو گی۔[۲]

---

[1]- تورات، سفر پیدائش، اصحاح 1

[2]- اگر آپ اس مسئلے کو اس طرح تصور کریں کہ: مستخلِف (خدا) اور پھر خلیفہ (حجت خدا) اور پھر مکلفین (خدا کے بندے) یکے بعد دیگرے ترتیب سے ہیں، تو ہمارے پچھلے کلام، استخلاف کے حتمی ہونے کے ثبوت کے بارے میں، مستخلِف (خدا) اور خدا کے خلیفہ کی تعلق سے مربوط تھا۔ لیکن یہاں ہمارے کلام خلیفہ اور مکلفین کے درمیان تعلق سے ہے۔

پہلا: نص

نص کے ذریعہ خدا کے خلیفہ کی تنصیب کو ثابت کرنا ممکن ہے؛اور جیسا کہ ہم نے ہمیشہ زمین پر خدا کے خلفاء کی تنصیب کو نص کے ذریعہ پایا ہے، یہ ثابت ہوا ہے کہ خدا کے خلفاء کی زمین پر تنصیب میں خدا کا مقررہ الٰہی قانون اور مستقل سنت وہی نص ہے جو خدا کی طرف سے ہے یا سابقہ خلیفہ براہ راست شکل میں یا یہ بالواسطہ ہے اور خدا کی سنت نہیں بدلتی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

« سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا وَ لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا »[1]

(یہ آپ سے پہلے بھیجے جانے والے رسولوں میں ہمارا طریقہ کار رہا ہے اور آپ ہمارے طریقہ کار میں کوئی تغیر نہ پائیں گے!)۔

«اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَ مَكْرَ السَّيِّئِ وَ لَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا»[2]

(یہ زمین میں استکبار اور بڑی چالوں کا نتیجہ ہے حالانکہ بڑی چالیں چالباز ہی کو اپنے گھیرے میں لے لیتی ہیں تو کیا وہ اس روایت کا انتظار کر رہے ہیں جو ہم نے گزشتہ لوگوں کے بارے میں کی تھی؟ اور خدا کا طریقہ کار بھی نہ بدلنے والا ہے اور نہ اس میں کسی طرح کا تغیر ہو سکتا ہے)۔

«سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلا »[3]

(یہ خدائی سّنت ان لوگوں کے بارے میں رہ چکی ہے جو گزر چکے ہیں اور خدائی سّنت میں تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے)۔

« سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا »[4]

(یہ خدائی سّنت ان لوگوں کے بارے میں رہ چکی ہے جو گزر چکے ہیں اور خدائی سّنت میں تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے)۔

مسئلہ اللہ سبحان و تعالی سے اور براہ راست شکل میں، پہلا حجت-آدم (ع)- پر نص سے شروع ہوا ہے؛ کیونکہ یہ پہلا حجت تھے؛ پھر مسئلہ کو اگلے حجت پر پچھلے حجت سے نص میں تبدیل کر دیا گیا ہے؛ چاہے براہ راست ہو یا بالواسطہ؛ کیونکہ ایک حجت موجود ہے جو اس کے بعد آنے والے شخص کے لیے اس کے نص اور وصیت کے ساتھ اس کی پہچان کا واضح دلیل ہے۔ پہلا مسئلہ، کہ خدا کی طرف سے حجت پر نص، باقی ہے اور ختم نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ خلیفہ خدا کی پہچان کی دلیل کے طور پر یہ پچھلے خلیفہ کی نص کے ساتھ باقی ہے۔

1- قرآن کریم، سورہ اسراء، آیہ 77

2- قرآن کریم، سورہ فاطر، آیہ 43

3- قرآن کریم، سورہ احزاب، آیہ 62

4- قرآن کریم، سورہ فتح، آیہ 23

اور الٰہی نص کا لازمی طور پر سابق خلیفہ کے نص سے متفق ہونا ضروری ہے۔ لٰہذا جو شخص سابق خلیفہ کی نص کے خلاف یا اس کے بغیر خدا کی طرف سے کسی نص یا خدائی گواہی کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ سابق خلیفہ کی نص عام لوگوں کے لیے ملکوت میں خدا کی گواہی سے زیادہ واضح اور روشن ہے، کیونکہ وہ خدا کے ملکوت سے غافل ہیں اور مادّہ کی دنیا میں غرق ہو کر اس سے عادی ہو گئے ہیں، اس لیے وہ ایک ایسی نص کا مطالبہ کرتے ہیں جو انھیں ان کی اپنی دنیا سے پہنچے نہ کہ ملکوت کی دنیا سے، جس سے وہ لاعلم اور غافل ہیں۔

نص براہ راست خدا سبحان کی طرف سے وحی کے ذریعے ہے، جس طرح خدا نے آدم (ع) کی خلافت کو فرشتوں پر وحی کی اور وحی کا طریقہ تمام لوگوں کے لیے دستیاب ہے، اور جو سب لوگ سن سکتے ہیں وہ رویا ہے؛ لیکن سابق خلیفہ کی نص، وصیت کے ذریعے ہوتی ہے، خواہ وہ براہ راست یا بالواسطہ ان پر لکھی گئی ہو۔ ہم جلد ہی نص کے تین طریقوں کے بارے میں بتائیں گے اور تفصیل کی ضرورت ہو تو ہم اس کے بارے میں بحث کریں گے۔

1۔ خدا سبحان کی طرف سے نص

اس قسم کی نص بہت اہم ہے اور خلافت کا ثبوت ہے، کیونکہ یہ براہ راست خدا کی طرف سے ہے اور ہر وقت موجود ہے[۱] اور یہ تمام لوگوں کے لیے[۲] قابل حصول ہے۔

یہ ممکن نہیں ہے کہ براہ راست الٰہی نص، خلیفہ کے نص سے متصادم ہو اگر یہ موجود ہو، کیونکہ دونوں نصوص الٰہی ہیں[۳] جن خوابوں (خدائی نصوص) سے دلیل لا سکتے ہیں وہ متواتر خواب ہیں جن کے دیکھنے کا دعویٰ کرنے والے کو جھٹلایا نہیں جا سکتا، اور سابق خلیفہ سے براہ راست موصول ہونے والی الٰہی نص سے یا خلیفہ کی طرف سے بالواسطہ تشخیصی نص سے اتفاق کریں، جسے "گمراہ ہونے سے روکنے" کے طور پر وصف کیا گیا ہے۔

1- خلیفہ یا رسول کی منصوب ہونے کے پہلے لمحے سے لے کر اس کی زندگی کے آخری لمحے تک، بلکہ یہ نص اور یہ ثبوت خلیفہ کی وفات کے بعد بھی ہر اس شخص کے لیے موجود ہے جو اس معرفت کا طالب ہے۔

2- کیونکہ خدا کی گواہی اور اس کے خلفاء کو خواب کے ذریعے لوگوں کے لیے الٰہی نص دینے کے لیے ایک خاص مذہبی حمایت کی ضرورت ہوتی ہے۔ لٰہذا جو کوئی بھی خدا کے وجود پر یقین رکھتا ہے، چاہے وہ یہودی ہو یا عیسائی یا مسلمان یا بدھ مت یا ہندو یا کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو جو مادّی دنیا سے باہر سچائی کے وجود پر یقین رکھتا ہو یہ دلیل موجود ہے، جبکہ یہ ملکوتی وجہ ملحدوں کے لیے بھی موجود ہے، لیکن خدا کی اپنے خلفاء کی گواہی کے ایک مقدمہ کے طور پر؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ ملحد شخص کے لیے اپنے حق اور وجود کی گواہی دیتا ہے کہ وہ پہلے اس پر اپنا وجود ثابت کرے۔

3- لٰہذا جو شخص آسمانی نص کا دعویٰ کرتا ہے (رویا اور مکاشفہ کے ذریعے) جو خدا کے سابق خلیفہ کی نص کے خلاف ہے، جھوٹ بول رہا ہے اور اس کے دعوے کو جانچنے کی ضرورت نہیں۔ جھوٹوں کے اس گروہ کی طرح زمین پر خدا کے خلیفہ کی دعوت کے خلاف جھوٹے خواب جمع کرنے والے بھی ہیں اور خلافت الٰہی کے جھوٹے اور باطل دعویدار بھی۔ تو دونوں گروہ جھوٹ بول سکتے ہیں اور جھوٹے خواب جمع کر سکتے ہیں یا اپنے دل میں یہ وہم پیدا کریں کہ انہوں نے اپنی خواہش کے مطابق خواب دیکھا ہے، لیکن یہ وہم اپنے ساتھ اس کے جھوٹ کی وجہ بھی رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ خدا کے سابق خلیفہ کی نص کے خلاف ہے۔

عقلی نقطہ نظر سے: اس قسم کی وجہ حکمت اور رحمت کے حق میں ہے۔اس لیے حکیم و رحیم اسے نہیں چھوڑتا۔[1] جب ہم نے اللہ تعالٰی کے وجود کو ثابت کیا اور ثابت کیا کہ وہ مطلق حکیم اور رحیم ہے اور اس کے دائرہ کار میں کوئی نقص نہیں ہے۔اور ہم نے اس کی مطلق حکمت اور رحمت کے ساتھ اتفاق کی وجہ سے استحلاف کا یقینی ہونے کا ثابت کیا، چنانچہ ثابت ہے کہ جو چیز اس کی مطلق حکمت اور رحمت کے موافق ہے وہ درحقیقت خلیفہ اور اس کے جانشین کی امامت پر ان کی طرف سے براہ راست نص ہے اور یہ ہمیشہ اس کا طریقہ رہا ہے؛ اور چونکہ اس کی طرف سے براہ راست نص ، وہی وحی ہے اور وحی کا جو راستہ اس کے اور اس کی مخلوقات یعنی لوگوں کے درمیان کھلا ہے وہی خواب ہے، ثابت ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کو اس طرح ضرور نص کرے گا اور وہ نیند اور بیداری میں سچے خوابوں (رویای صادقہ) کے ذریعے وحی کے ذریعے اس کی گواہی دیتا ہے۔ورنہ اگر اس نے نص کا یہ طریقہ چھوڑ دیا تو وہ اس کی مطلق رحمت اور حکمت کے خلاف ہوگا، کیونکہ اس نے وہ راستہ چھوڑ دیا جس سے تخلیق کا ہدف (یعنی معرفت) حاصل ہوگا اور اس کے نتیجے میں اس کی مطلق الوہیت کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔خدا اس عیب سے پاک ہے۔

---

[1]- مطلق کا معنی کسی حد تک محدود نہیں ہوتا ہے؛ پھر مطلق رحمت وہ جس کی کوئی حد نہیں اور مطلق حکمت وہ ہے جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔اللہ تعالٰی نے فرمایا: «عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكَوةَ وَ الَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ (الاعراف، 156)، (ارشاد ہوا کہ میرا عذاب جسے میں چاہوں گا اس تک پہنچے گا اور میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے جسے میں عنقریب ان لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جو خوف خدا رکھنے والے اور زکوٰت ادا کرنے والے اور ہماری نشانیوں پر ایمان لانے والے ہیں)۔

تو پھر خدا کی رحمت ہر چیز پر محیط ہے اور کافر جو جہنم کا مستحق ہے وہ بھی ایک چیز ہے اور نتیجے کے طور پر، خدا کی رحمت نے اسے لپیٹ لیا اور جہنم میں داخل ہونا اور رہنا اس کی خواہش تھی، جس نے اس میں رہنے کے اسباب فراہم کیے: «لَا تَرْكُضُوا وَ ارْجِعُوا إِلَى مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ» (الانبیاء، 13)، (ہم نے کہا کہ اب بھاگو نہیں اور اپنے گھروں کی طرف اور اپنے سامان عیش و عشرت کی طرف پلٹ کر جاؤ کہ تم سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے گی)۔

تو پھر جہنم اس دنیا کے سوا کچھ نہیں جس میں ان کافروں اور ان کے اعمال شامل ہیں: «فَاتَّقُواْ النَّارَ الَّتِي وَ قُودُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ» (البقرہ، 24)، (تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور جسے کافرین کے لئے مہیا کیا گیا ہے)۔

آیت شریفہ «وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكَوةَ وَ الَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ» میں یہ واضح ہے کہ خدا کی رحمت ان لوگوں کے ذریعہ جانا جاتا ہے جن کے لئے یہ مقرر کیا گیا ہے اور وہاں ظاہر ہوا ہے، اور وہ وہی ہیں جن کا ذکر مقدس آیت میں کیا گیا ہے کہ میں نے اُن کے لیے اپنی رحمت لکھی ہے اور وہ انبیاء اور اوصیاء ہیں جن پر خدا کی رحمت واجب ہو گئی اور ان میں ظاہر ہوئی اور ان کی اپنی رحمت بھی خدا کی رحمت کی ایک شکل ہے اور ان کی رحمت سے خدا کی رحمت معلوم ہوتی ہے۔ لیکن آیت کی تفسیر، اس طرح کہ متقیوں کے لیے رحمت کے واجب ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ اس میں صرف ان کو شامل کیا گیا ہے تو وہ ظلم اور زیادتی ہے؛ کیونکہ اس صورت میں آیت کا آغاز اس کے اختتام کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ کیونکہ آیت کا آغاز یہ کہتا ہے کہ خدا کی رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور اس کے آخر میں (اس غلط تشریح کے مطابق) یہ کہا گیا ہے کہ یہ رحمت صرف متقی اور پاکیزہ لوگوں کے لئے ہے جو خدا کی آیات پر ایمان رکھتے ہیں یعنی خدا کے ملکوت سے سنتے ہیں اور اس میں یقین رکھتے ہیں. لیکن حقیقت، جیسا کہ میں نے بیان کیا، یہ ہے کہ خدا کی رحمت لکھے گئے ہے یعنی ظاہر ہوا ہے ان متقیوں پر جو آسمانوں کے ملکوت اور ماضی اور مستقبل کے الٰہی آیات پر ایمان رکھتے ہیں، اور جو خدا کے کلمات کو سنتے ہیں اور سچ یہ ہے کہ ان لوگوں میں رحمت کا ظہور تحصیل حاصل ہے۔(وہ چیز حاصل کرنا جو اپنے پاس پہلے سے موجود ہے۔) کیونکہ انسان خدا کی صورت پر پیدا ہوا ہے؛ پھر اگر اس میں اخلاص ہوگا تو یہ صورت اس میں ظاہر ہوگی اور جتنا اس کا اخلاص زیادہ ہوگا اس شخص میں اس صورت کی تجلی اور ظہور اتنی ہی عظیم اور زیادہ واضح ہوگی۔

نقلی نقطہ نظر سے : یہ طریقہ واضح طور پر اور مکمل طور پر ثابت ہوا ہے:

اللہ تعالیٰ نے آدم (ع) کو زمین پر خدا کا پہلا خلیفہ منتخب کرنے کی کہانی میں اس طرح کا اظہار کیا ہے۔اسی طرح اپنی زمین میں اپنے خلیفہ پر نص شروع کیا۔اس نے ملائکہ پر وحی کی کہ آدم اس کا خلیفہ ہے:

«وَ إِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَ يَسْفِکُ الدِّمَاءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ »[۱]

(اے رسول. اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں اور انہوں نے کہا کہ کیا اسے بنائے گا جو زمین میں فساد برپا کرے اور خونریزی کرے جب کہ ہم تیری تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں تو ارشاد ہوا کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو).

یہ بات انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے انتخاب کے سلسلے میں بھی کہی۔اس نے یوسف کو وحی کی کہ تم زمین پر میرے خلیفہ ہو گے:

«إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ»[۲]

(اس وقت کو یاد کرو جب یوسف (ع) نے اپنے والد سے کہا کہ بابا! میں نے خواب میں گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے اور یہ دیکھا ہے کہ یہ سب میرے سامنے سجدہ کر رہے ہیں)۔

یہاں یہ خواب خدا کے خلیفہ یوسف (ع) کو پہچاننے کا سبب تھا اور حضرت یعقوب (ع) کے قول سے واضح ہے کہ یہ خواب زمین پر خدا کے خلیفہ کو پہچاننے کا سبب تھا؛ کیونکہ اس نے یوسف (ع) کو اپنے بھائیوں کو یہ خواب سنانے سے خبردار کیا تھا، تاکہ خواب سن کر ہابیل کے مصائب کا اعادہ نہ ہو، جب ان کو معلوم ہو جائے کہ یوسف (ع) کو ان میں سے خدا کا خلیفہ منتخب کیا گیا ہے:

«قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاکَ عَلَى إِخْوَتِکَ فَيَكِيدُوا لَکَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُبِينٌ»[۳]

(یعقوب (ع) نے کہا: کہ بیٹا خبردار اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا کہ وہ لوگ الٹی سیدھی تدبیروں میں لگ جائیں گے کہ شیطان انسان کا بڑا کھلا ہوا دشمن ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کے انتخاب کے قصے میں بھی یہی وجہ بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کو جو مکلفین میں سے تھیں ایک رویا کے ذریعہ وحی کی اور گواہی دی کہ موسیٰ (ع) زمین پر خدا کا خلیفہ ہے:

---

[1]- قرآن پاک، سورہ بقرہ، آیت 30

[2]- قرآن پاک، سورہ یوسف، آیت 4

[3]- قرآن پاک، سورہ یوسف، آیت 5

«وَ أَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَ لَا تَخَافِي وَ لَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَ جَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ »[1]

(اور ہم نے مادر موسٰی (ع) کی طرف وحی کی کہ اپنے بچّہ کو دودھ پلاؤاور اس کے بعد جب اس کی زندگی کا خوف پیدا ہو تو اسے دریا میں ڈال دواور بالکل ڈرو نہیں اور پریشان نہ ہو کہ ہم اسے تمہاری طرف پلٹا دینے والے اور اسے مرسلین میں سے قرار دینے والے ہیں)۔

نیز حضرت داؤد (ع) کے انتخاب کے قصے میں انہوں نے یہ وجہ بیان کی اور حضرت داؤد (ع) سے فرمایا کہ تم زمین پر ہمارے خلیفہ ہو:

«یا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ»[2]

(اے داؤد (ع)! ہم نے تم کو زمین میں اپنا جانشین بنایا ہے؛ لہٰذا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور خواہشات کا اتباع نہ کرو کہ وہ راہ خدا سے منحرف کردیں بیشک جو لوگ راہ خدا سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لئے شدید عذاب ہے کہ انہوں نے روزِ حساب کو یکسر نظرانداز کردیا ہے)۔

اس نے یہ مسئلہ بھی حضرت عیسٰی (ع) کے انتخاب کے قصے میں بیان کیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے حواریوں پر ظاہر کیا کہ عیسٰی (ع) ان کے خلیفہ ہیں:۔

«وَ إِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَ بِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَ اشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ »[3]

(اور جب ہم نے حوارین کی طرف الہام کیا کہ ہم پر اور ہمارے رسولوں پر ایمان لے آؤ تو انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے اور تو گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں)۔

کیا خدا کے مذہب میں خوابوں کے موضوع کے بارے میں مزید کوئی وضاحت ہے جو ہم آیت میں واضح طور پر دیکھتے ہیں؟! آیت میں، کیا حواریوں کے لیے خدا کی گواہی وحی کے ذریعے واضح نہیں ہے؟ وحی کے دو طریقے ہیں، نیند میں خواب اور بیداری میں خواب۔

کیا اس سے بڑھ کر کوئی بات واضح ہے کہ خواب زمین پر اپنے خلیفہ اور ان تمام بندوں کے لیے جو خدا کی گواہی چاہتے ہیں، اللہ کی گواہی کا راستہ ہے۔ کیا اس سے زیادہ کوئی واضح بات ہے کہ خواب زمین پر اپنے خلیفہ کے لیے خدا کی نص کا راستہ ہے؛ ایسا طریقہ جسے کوئی بھی لوگ سننا چاہتے ہیں، بغیر کسی شرط کے سنیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح طور پر اور بلا شبہ نبی اکرم (ص) کی دعوت کے بارے میں بیان فرمائی۔ اس طرح کہ جس کسی کے لیے بھی خدا تعالیٰ کی گواہی چاہتا ہے خدا خود اس کے لئے گواہ کے طور پر اپنا تعارف کراتا ہے۔

---

[1]- قرآن پاک، سورہ قصص، آیت 7

[2]- قرآن پاک، سورہ ص، آیت نمبر 26

[3]- قرآن پاک، سورہ مائدہ، آیت 111

«لَكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْکَ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَ الْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ وَ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيداً »[1]

((یہ مانیں یا نہ مانیں) لیکن خدا نے جو کچھ آپ پر نازل کیا ہے وہ خود اس کی گواہی دیتا ہے کہ اس نے اسے اپنے علم سے نازل کیا ہے اور ملائکہ بھی گواہی دیتے ہیں حالانکہ خدا خود شہادت کے لئے کافی ہے) ۔

«وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيداً بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ»[2]

(اور یہ کافر کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں کہہ دیجئے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان رسالت کی گواہی کے لئے خدا کافی ہے اور وہ شخص (جیسے امیر المومنین علی بن ابی طالب (ع)) کافی ہے جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے)۔

«قُلْ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيداً بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيراً بَصِيراً »[3]

(کہہ دیجئے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ بننے کے لئے خدا کافی ہے کہ وہی اپنے بندوں کے حالات سے باخبر ہے اور ان کی کیفیات کا دیکھنے والا ہے)۔

«قُلْ كَفَى بِاللَّهِ بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ شَهِيداً يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَ الأَرْضِ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَ كَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَئِکَ هُمُ الْخَاسِرُونَ »[4]

(آپ کہہ دیجئے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہی کے لئے خدا کافی ہے جو آسمان اور زمین کی ہر چیز سے باخبر ہے اور جو لوگ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کا انکار کرتے ہیں وہ یقینا خسارہ اٹھانے والے لوگ ہیں)۔

«هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَ دِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيداً»[5]

(وہی وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان عالم پر غالب بنائے اور گواہی کے لئے بس خدا ہی کافی ہے)۔

یہ شہادت اور یہ الٰہی نص پہلے دن سے خدا کے خلیفہ کے پاس ہے کہ وہ اس کی دعوت کا اعلان کرے جبکہ اس کی دعوت سے پہلے بھی اس کے ساتھ ہے۔

ماضی میں خدا نے مکلفین کے سامنے اپنے خلفاء کی گواہی دی۔ اور وہ ہمیشہ اپنے آپ کو اپنے خلفاء کے لیے مکلفین کے لیے گواہ بنا کر پیش کرتا ہے۔ اس لیے یہ معاملہ خدا کی سنت ہے اور اس کے نتیجے میں جیسا کہ کہا گیا ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی؛ تو خدا کے لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ لوگوں کے لیے وحی کے علاوہ گواہی دے ، چاہے براہِ راست یا اپنی مخلوقات میں سے کسی کے ذریعے جیسے کہ روحوں اور فرشتوں کے ذریعے ؟ اور خدا اور مکلفین کے درمیان وحی کا کون سا راستہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے

1- قرآن پاک، سورہ نساء، آیت 166

2- قرآن پاک، سورہ رعد، آیت 43

3- قرآن پاک، سورہ اسراء، آیت 96

4- قرآن پاک، سورہ عنکبوت، آیت 52

5- قرآن پاک، سورہ فتح، آیت 28

سوائے خدا کے رویاے صادقہ (سچے خواب) کے؟ لیکن جو کوئی الٰہی نص کے اس طریقہ (خواب کے ذریعے وحی) کا انکار کرتا ہے، وہ قرآن کے کسی حصے میں اپنے کفر کا اعلان کرتا ہے، یا یہ کہ وہ تمام مکلفین کے لیے خدا کو گواہی دینے کے لیے کوئی اور طریقہ پیدا کرے۔ آیات یا معجزات مانگنے والوں کو رد کرتے ہوئے خدا جواب دیتا ہے کہ اگر وہ خدا کے وجود پر سچا ایمان رکھتے ہیں تو خدا کی گواہی ان کے لئے کافی ہے اور انہیں معجزات کی ضرورت نہیں ہے۔

«وَ قَالُوا لَوْلا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِنْ رَبِّهِ قُلْ إِنَّمَا الآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ ... قُلْ كَفَى بِاللَّهِ بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ شَهِيداً يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَ الأَرْضِ ...»[۱]

(اور لوگ کہتے ہیں: اس شخص پر اس کے رب کی طرف سے نشانیاں کیوں نہیں اتاری گئیں؟ کہہ دیجئے: نشانیاں تو بس اللہ کے پاس ہیں... آپ کہہ دیجئے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہی کے لئے خدا کافی ہے جو آسمان اور زمین کی ہر چیز سے باخبر ہے)۔

لہٰذا، قرآن کی آیات سے واضح ہے کہ خدا نے اپنے خلفاء پر مکلفین کے لیے وحی اور خواب کے ذریعے گواہی دی ہے؛ حضرت عیسیٰ (ع) کے حواریوں کے خوابوں اور محمد (ص) کے اصحاب کے خوابوں کی طرح، اور یہ خدا کی سنت ہے۔ جو بھی اس کا انکار کرتا ہے یا اسے تبدیل کرنے کا دعویٰ کرتا ہے، اسے دلیل پیش کرنی چاہیے۔[۲] اور جو ایک سچے خواب کے ذریعے وحی کے ساتھ خدا کی گواہی کا کافی نہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اسے لفظ "کفی" (کافی ہے) کا دوسرا مطلب تلاش کرنا چاہئے جو پچھلی آیات میں کئی بار دہرایا گیا ہے۔ (---)

ان آیات کا مفہوم بالکل واضح ہے، یعنی نیند یا بیداری میں رویا کے ذریعہ عام لوگوں کے لئے خدا کی گواہی، جن پر خدا نے اپنے آپ کو گواہ بنا کر پیش کیا ہے، زمین پر خدا کے خلیفہ کے مصداق کو پہچاننے کے لئے کافی ہے۔

1- قرآن پاک، سورہ عنکبوت، آیات 50-52

2- خلافت میں الٰہی سنت کو جاننے کے لیے ہمیں آدم (ع) سے مہدی (ع) تک الٰہی خلافت کے راستے کو دیکھنا چاہیے؛ آدم (ع) خدا کا خلیفہ ہے... نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ (ع)، اور خدا کے تمام انبیاء اور رسول زمین پر خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں... محمد ص خدا کی طرف سے مقرر کردہ خلیفہ ہے اور مہدی خدا کی طرف سے مقرر کردہ خلیفہ ہے۔

رسول اللہ (ص) نے فرمایا: (تیرے خزانے کے قریب تین آدمی مارے جائیں گے، جو سب کے سب خلیفہ کے بیٹے ہیں؛ پھر خلافت ان میں سے کسی کو نہیں پہنچے؛ پھر مشرق سے سیاہ جھنڈے نکلتے ہیں؛ پھر وہ تم سے اس طرح لڑتے ہیں کہ کسی قوم نے اس طرح نہیں لڑا؛ پھر ان کو کچھ یاد آیا اور پھر فرمایا: جب تم نے اسے دیکھا؛ پس اس کی بیعت کرو، خواہ برف پر رینگتے ہوئے جانا پڑے' کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہے)۔ (المستدرک، جلد 4، صفحہ 464) یہ حدیث شیخین (مسلم و بخاری) کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ وہ مسلمان جو محمد (ص) کے بعد خلافت الٰہی کو نہیں مانتے، انہیں حضرت آدم (ع) اور انبیاء اور حضرت داؤد (ع) اور محمد (ص) کی خلافت میں کوئی شک یا پریشانی ہے جس کا قرآن میں ذکر ہے اور روایات کے مطابق، مہدی (ع) زمین پر خدا کا خلیفہ ہے، یعنی شروع سے آخر تک الٰہی دین کا راستہ، خود خدا کی طرف سے زمین پر خدا کے خلیفہ کی تنصیب پر مشتمل ہے۔ یعنی یہ ایک الٰہی سنت ہے جو تبدیل نہیں ہوتی اور نتیجتاً جو شخص سنت الٰہی کو بدلنے کا دعویٰ کرتا ہے اسے اپنے دعوے کو دلیل کے ساتھ ثابت کرنا چاہیے، نہ کہ یہ دعویٰ کرنا کہ خدا کا دین بے فائدہ اور غیر روایتی ہے، اور یہ کہ خدا نے رسول اللہ (ص) کے بعد خلافت کے حکم کو ترک کر دیا ہے اور الٰہی سنت بغیر کسی وجہ کے بدلی اور تبدیل ہو گئی، بلکہ دلیل ان کے وعدے اور یقین کے خلاف ثابت ہوتا ہے۔

پس جو کہا گیا ہے اس کے مطابق ایک سچا خواب اور ایک سچی دریافت جس میں خدا مکلفین کو اپنے خلیفہ کی حقیقت بتاتا ہے۔یہ خدا سبحان کی طرف سے ایک نص ہے اور اس سے انحراف کا مطلب ہے خدا سبحانہ و تعالیٰ کے براہ راست نص سے انحراف۔

(خواب کے حجت ہونے کی حدود)

(مندرجہ بالا عنوان کو مرتب کرنے والے نے شامل کیا ہے۔)

لیکن اس نص کے حجت ہونے کی حدود، یعنی یہ نص صرف اس کے مالک کے لیے حجت ہے یا اس کے صاحب کے علاوہ کسی اور کے لیے بھی حجت ہے؛ یا اگر ہم اس کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں، کیا یہ ممکن ہے کہ یہ الٰہی نص اپنے صاحب کے علاوہ کسی اور کے لیے ثبوت ہو؟اس بنیاد پر کہ اس کا حجت ہونا اس کے اپنے صاحب پر ثابت شدہ ہے؟

درحقیقت قرآن کریم اس بیان کا ضامن ہے اور اس نے واضح طور پر کہا ہے کہ الٰہی نص اپنے مالک کے علاوہ پر بھی حجت ہے؛حضرت یعقوب (ع) نے حضرت یوسف (ع) کے خواب کو زمین پر اپنی خلافت کا سبب سمجھا اور اسی وجہ سے آپ کو اس خواب کو اپنے بھائیوں کے سامنے بیان کرنے سے منع فرمایا۔کیونکہ یوسف (ع) کے بھائی نبی زادے تھے اور شریعت کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اور وہ خوب جانتے تھے کہ خدا کے دین میں خوابوں کی کیا مقام ہے اور یہ کہ وہ خواب زمین پر حضرت یوسف (ع) کی خلافت کے لیے الٰہی نص ہیں۔اور نتیجے کے طور پر، وہ خواب سن کر، وہ سمجھتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یوسف (ع) کو زمین پر خدا کے خلیفہ کے مصداق کے طور پر پہچانا ہے؛چنانچہ حضرت یعقوب (ع) کو ڈر تھا کہ وہ یوسف (ع) سے حسد کریں گے اور حضرت آدم (ع) کے دونوں بیٹوں کی پرانی کہانی یوسف اور ان کے بھائیوں کے بارے میں دہرائی جائے گی اور یہ معاملہ اس شخص کے لیے واضح ہے جو قرآن کی آیات میں غور و فکر کرتا ہے اور اپنے ساتھ انصاف کرتا ہے:

«إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ❊ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاکَ عَلَى إِخْوَتِکَ فَيَكِيدُوا لَکَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُبِينٌ» [1]

(جب یوسف (ع) نے اپنے باپ سے کہا: اے بابا! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں کو دیکھا ہے اور سورج اور چاند کو میں نے دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ کہا: بیٹا! اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا ورنہ وہ آپ کے خلاف کوئی چال سوچیں گے کیونکہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے)۔

اس کا مطلب ہے کہ وہ آپ کے لئے منصوبہ بندی کرتے ہیں، جیسا کہ قابیل نے ہابیل کے لیے ایک منصوبہ تیار کیا، جب اسے معلوم ہوا کہ وہ آدم (ع) کا جانشین ہے۔

لہٰذا جیسا کہ قرآن کریم سے واضح ہے کہ اس طرح (خواب میں) الٰہی نص، اس کے صاحب اور دوسروں پر حجت ہے۔

---

[1]- قرآن پاک، سورہ یوسف، آیات 4-5۔

خواب کے مسئلے کا خلاصہ

1. خواب خدا کے خلیفہ کی مثال کو پہچاننے کا ایک سبب ہیں اور اس معاملے کی مضبوط قرآنی وجہ یہ ہے کہ سچے خواب لوگوں کے لیے وحی اور الٰہی نص ہیں جن کے ذریعے خلیفہ لوگوں کے سامنے اپنا تعارف کراتا ہے اور چونکہ یہ خواب وحی الٰہی سمجھا جاتا ہے اس لیے یہ اس شخص کی خلافت کی دلیل ہیں؛ البتہ اگر وہ اہم شرائط پوری ہو جائیں جو خلیفہ خدا کی پہچان کا باعث بنتی ہیں۔ وہ شرائط یہ ہیں:

الف۔ کیونکہ یہ خدا کے سابق خلیفہ کی طرف سے جاری کردہ تشخیصی الٰہی نص سے مطابقت رکھتا ہے، آدم (ع) کے بعد کسی بھی شخص کے مبینہ خواب جن کے پاس نص اور وصیت نہ ہو اس کی کوئی قیمت نہیں ہے اور ان خوابوں کی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کے بعد ہر خلیفہ نے اپنے اگلے وصی یا وارث کے بارے میں وصیت لکھی ہے۔

ب ۔ان خوابوں کی تواتر (تعدد) ایسے لوگوں کے ساتھ جن کی جھوٹ میں ملی بھگت ناممکن ہے۔

ج۔ خواب کا اس پر شامل ہونا جو اس کے شیطانی ہونے کی نفی کرتا ہے۔، جیسے معصوم کا وجود یا قرآن یا غیب کی خبر۔

د۔ عام طور پر، اسے کسی خاص شخص کے بارے میں نص کرنے میں پختہ اور مستحکم ہونا چاہیئے۔

2۔ نص کے خلاف خوابوں کا کوئی حجت نہیں ہے، کیونکہ نص موجود ہونے کے باوجود - جیسا کہ آدم (ع) کے زمانے سے لے کر قیامت تک ہمیشہ ہوتا ہے - خواب ہمیشہ ان نصوص کے تابع ہوتے ہیں، اور کوئی بھی خواب جو خلیفہ کی نص سے باہر ہو یا تو یہ تخیل اور نفسانی ہوا ہے، یا شیطان کی طرف سے ہے یا یہ جھوٹ ہے جسے اس کا مالک جمع کرتا ہے اور وہ بالکل خواب دیکھا نہیں ہے۔ آدم (ع) کے بعد ہر خلیفہ کے پاس ہمیشہ سابق خلیفہ کی نص اور وصیت ہونی چاہیے اور اگر اس کے پاس ایسی نص نہ ہو۔ وہ خواب جو اس کے صاحبان دیکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ محض تخیلات اور نفسانی اوہام یا ان کے شیطانوں کی طرف سے وحی ہیں۔ ایسے خواب جن کے بارے میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ ایسے جھوٹوں کے بارے میں دیکھا گیا ہے جن کی کوئی شرعی وجہ نہیں ہے, یہ صرف جھوٹ ہیں جو کچھ جھوٹوں نے اپنے منحرف مذہب کی تصدیق کے لیے گھڑ لیے ہیں۔

3۔ کسی کی خلافت الٰہی کی نفی میں ایک خواب جس کی (خلافت کی) دلیل قطعی ہے؛ یعنی سابق خلیفہ سے جو الٰہی نص گزری ہے وہ براہ راست یا بالواسطہ ثابت ہے جس کی وضاحت بعد میں کی جائے گی، اس (خواب) کا کوئی حجت نہیں۔

4. خدا کے دین میں، خواب کا کوئی حجت نہیں ہے، نہ عقائد اور نہ احکام، سوائے اس صورت کے کہ نص (قرآن و احادیث) سے ثابت ہو، اور یہ خاص صورت جہاں خواب حجت ہے (جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں) زمین پر خدا کے خلیفہ کی مصداق کو پہچاننے کے معاملے میں ہے؛ للہٰذا کسی ایسے دعوے یا عقیدے کی تصدیق کے لیے دعوے کیے گئے خواب جو کسی دلیل پر مبنی نہ ہوں، ان کی کوئی شرعی قیمت نہیں ہے۔ مثال کے طور پر غیر معصوم کی تقلید کے عقیدہ اور رسول اللہ (ص) کی خلافت (کا تعیین) شوریٰ کے ذریعہ یا فلاں شخص کا حجت ہونا جو خدا کا خلیفہ نہیں ہے؛ اور اسی طرح کے منحرف عقائد کہ ان عقائد کے ماننے والوں نے ان کو ثابت کرنے کے لیے کوئی شرعی یا قابل اعتماد عقلی وجہ بھی فراہم نہیں کی ہے۔

2-نص شدہ منتخب شخص پر ماضی کے خلیفہ کی طرف سے براہ راست نص

یہ وہ چیز ہے جس پر الہی خلفاء میں تمام مومنین متفق ہیں: اس لیے اس کی وصیت پر ایک قطعی شکل میں براہ راست نص ان تمام لوگوں کے لیے جو اس وصیت کو سنتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جن تک یہ نص پہنچتی ہے ایک دلیل ہے۔اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر فرض کیا ہے کہ خود میں سے کچھ افراد کو بھیج دیں کہ وہ اپنے وقت کے خلیفہ سے یہ معاملہ جان لیں اور ان تک خبر پہنچائیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

«وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَ لِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ »[1]

(اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب مومنین نکل کھڑے ہوں، پھر کیوں نہ ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے تا کہ وہ دین کی سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو انہیں تنبیہ کریں تا کہ وہ بچے رہیں)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ نص بذات خود خلیفہ خدا کی مصداق کا ایک مستقل ثبوت ہے۔

3۔نص شدہ منتخب شخص کے لیے ماضی کے خلیفہ کا بالواسطہ متن

ماضی کے خلیفہ کا ایک بالواسطہ نص بھی اس نص شدہ شخص کا تعین کرتا ہے بشرطیکہ خود نص میں یا دیگر نصوص میں ایسی خصوصیات اور ہدایات موجود ہوں جو دعوی کرتے وقت نص کو ایک شخص کے علاوہ کسی اور کے ساتھ موافقت سے روکتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ (ص) کی وفات کی رات کی وصیت، جسے نبی (ص) نے اس پر تمسک کرنے (چمٹے رہنے) والوں کے لیے گمراہ ہونے سے روکنے کے طور پر وصف کیا گیا ہے ۔

یہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ: عالم، قادر، صادق ، حکیم، مطلق کو چاہیے کہ اس نص کو محفوظ رکھے، جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ "اس کے تمسک کرنے کو گمراہ ہونے سے روکنا" کے طور پر وصف کیا گیا ہے اور کسی جھوٹے دعویدار کو یہ دعویٰ نہ کرنے دیں۔جب تک اس کے صاحب خود نہ آ جائے۔اور اس کا دعویٰ کرے اور اس وصیت کا مقصد پورا ہو جاہے ورنہ خدا (العیاذ باللہ) یا تو جاہل ہو گا یا نااہل ہو گا یا جھوٹا اور دھوکہ باز ہو گا اور وہ ان لوگوں کی گمراہی کا سبب بنا ہے جو اس کے الفاظ پر قائم ہیں؛ اور خدا کا جاہل یا عاجز ہونا ناممکن ہے، کیونکہ وہ سب کچھ جاننے والا اور قادر مطلق ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جھوٹ کا آنا ناممکن ہے، کیونکہ وہ صادق اور حکیم ہے، اور اسے جھوٹے وصف کرنا ممکن نہیں۔اس پر، بصورت دیگر، آپ کسی بھی چیز کے بارے میں اس کے الفاظ پر بھروسہ نہیں کر سکتے اور مذہب کی بنیاد پامال ہو جائے گا۔

زمین پر خدا کے خلیفہ کی نص اس کے بعد آنے والے وصی کے لیے اس وصف کے ساتھ کہ وہ نص ہر اس شخص کے لیے گمراہ ہونے سے روکتی ہے جو اس سے چمٹے رہے، ایک الہی نص کے طور پر اسے خدا کے جانب سے جھوٹے اور جھوٹے دعویداروں کے دعووں سے محفوظ ہونا چاہیے، جب تک اس کا صاحب اس کا دعوی نہیں کرتا؛ ورنہ وہی نص جھوٹی ہو گی اور

---

[1]-قرآن پاک، سورہ توبہ، آیات 122-

باطل کی پیروی کرنے والوں کی گمراہی کا سبب بنے گی اور ایسی بات کبھی بھی عالم، صادق، قادر، حکیم، مطلق سے جاری نہیں ہوگی۔[۱]

قرآن کریم میں اور اہل بیت (ع) سے منقول احادیث میں خدا نے اپنے آپ کو اہل باطل کے دعووں اور چوری سے الٰہی نص کی حفاظت کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے؛ اہل باطل کو اس کا دعویٰ کرنے سے روک دیا گیا ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ایسی چیز ممنوع ہے:

«وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ*لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ *ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ »[۲]

(اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنالاتے۔ تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے ۔ پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے)۔[۳]

1-مزید وضاحت کے لیے: اگر کوئی شخص جو غیب کا علم رکھتا ہو اور امور کا ذمہ دار ہو آپ سے کہے کہ اگر آپ پانی پینا چاہتے ہیں تو اس حصے سے پی لیں اور میں ضمانت دیتا ہوں کہ تم یہاں سے کبھی زہر نہیں پیو گے؛ پھر اسی حصہ سے زہر پیتے ہو، تو وہ کس چیز کا ضامن ہے؟ یا تو وہ جاہل تھا، یا وہ بنیادی طور پر جھوٹا تھا، یا وہ ضمانت دینے اور اسے پورا کرنے سے قاصر تھا، یا اس نے جھوٹا وعدہ کیا تھا۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ جو شخص خدا پر یقین رکھتا ہو وہ خدا کو جہالت، جھوٹ، نااہلی، یا خلف وعدوں سے وصف کرے؟! خدا ان کوتاہیوں اور عیبوں سے پاک ہے۔

2-قرآن پاک، سورہ الحاقہ، آیات 44-46۔

3-خدا کے لئے مطلق جھوٹ باندھنا ہمیشہ موجود ہے؛ لیکن ایسا نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ خدا جھوٹوں کو براہ راست تباہ کرے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں تھوڑی دیر کے لیے موقع دے گا۔ یہ مسئلہ ان تمام لوگوں کو معلوم ہے جنھوں نے ظاہر البطلان (جس کا باطل ہونا ظاہر ہے) کی دعوتوں میں تلاش کیا ہے؛ جیسے مسیلمہ کی دعوت۔ تو یقینی طور پر آیت کا مطلب مطلق طور پر خدا پر جھوٹ باندھنا نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے اس کلام کا دعوی کرنے سے خدا پر جھوٹ باندھنا جس کے ساتھ دلیل قائم کی جاتی ہے۔ اس وقت یہ بات یقینی ہے کہ خدا اس کلام الٰہی کے دفاع کے لیے مداخلت کرتا ہے جس سے ثبوت قائم ہوتا ہے۔ اور وہ کلام وہ الٰہی نص ہے جو خدا کا خلیفہ اپنے بعد کے خلیفہ کو پہچاننے کے لیے ہم تک پہنچاتا ہے، اور اسے "گمراہ ہونے سے روکنے" کے طور پر وصف کیا گیا ہے، کیونکہ اس وقت خدا کے ساتھ مداخلت نہ کرنا حکمت کے خلاف ہے۔ اور اس قول یا نص کی مثال حضرت عیسیٰ (ع) کی وصیت اللہ کے رسول محمد (ص) کے لیے اور رسول اللہ (ص) کی وصیت ائمہ و مہدیین (ع) کے لیے ہے۔ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایسا جھوٹ باندھنا ناممکن ہے اور اس کے نتیجے میں یہ نص اس کے صاحب کے لیے محفوظ ہے اور کوئی دوسرا اس کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ ایک الٰہی نص ہے جسے خدا کی طرف سے محفوظ کیا جانا چاہئے تاکہ یہ اس کے صاحب تک پہنچ جائے؛ لہٰذا وہ الٰہی نص کسی بھی موثر عامل کی مداخلت سے محفوظ ہے، خواہ یہ مداخلت ان خلفاء تک پہنچانے کے مرحلے میں ہو جو اسے پہنچادے گا یا ان خلفاء تک پہنچنے کے مرحلے میں ہوں جو جلد اس کا دعویٰ کرے گا۔

اس حقیقت کو بیان کرنے والی روایات موجود ہیں کہ اس آیت میں جھوٹ باندھنے کا تعلق نص الٰہی کے مسئلہ سے ہے:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ: (سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ «يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُا نُورَ اللَّهِ بِأَفْواهِهِمْ». قَالَ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا وَلَايَةَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَفْوَاهِهِمْ. قُلْتُ وَ اللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ. قَالَ وَ اللَّهُ مُتِمُّ الْإِمَامَةِ ... قُلْتُ قَوْلُهُ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ . قَالَ يَعْنِي جَبْرَئِيلَ عَنِ اللَّهِ فِي وَلَايَةِ عَلِيٍّ قَالَ قُلْتُ وَ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ قَالَ قَالُوا إِنَّ مُحَمَّداً كَذَّابٌ عَلَى رَبِّهِ وَ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ بِهَذَا فِي عَلِيٍّ فَأَنْزَلَ اللَّهُ بِذَلِكَ قُرْآناً فَقَالَ إِنَّ وَلَايَةَ عَلِيٍّ تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ. وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا مُحَمَّدٌ بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ. لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ. ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ) (الکافی، ج1، ص433)

(محمد بن فضیل نے امام کاظم (ع) سے آیت «يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُا نُورَ اللَّهِ بِأَفْواهِهِمْ» کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: اس کا مطلب ہے کہ وہ امیر المومنین (ع) کی ولایت کو اپنے منہ سے بجھا دینا چاہتے ہیں۔ میں نے پوچھا: « وَ اللّهُ مُتِمُّ نُورِهِ» ؟ انھوں نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا امامت کو مکمل

امام صادق(ع) فرماتے ہیں:

(إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَا يَدَّعِيهِ غَيْرُ صَاحِبِهِ إِلَّا تَبَّرَ اللّٰهُ عُمْرَهُ)[۱]

(اس کے صاحب کے علاوہ کوئی بھی اس کا دعویٰ نہیں کر سکتا جب تک کہ خدا اس کی زندگی کاٹ نہ دے)۔

لہٰذا، جھوٹے دعویٰ کرنے والے کو الٰہی نص کا دعویٰ کرنے سے روک دیا گیا ہے، جسے "تمسک کرنے (چمٹے رہنے) والوں کو گمراہی سے روکنے" کے طور پر وصف کیا گیا ہے۔ یا یہ کہ اس کا وصیت کا دعویٰ اس کی تباہی کے مترادف ہے، اس سے پہلے کہ وہ لوگوں کے سامنے اپنا دعویٰ ظاہر کرے، کیونکہ اسے مہلت دینا، جبکہ وہ وصیت کا دعویٰ کر رہا ہے، یا تو اس شخص کی جہالت، عاجزی، یا جھوٹا ہونے کے معنیٰ میں ہے جس نے وصیت کو تھامنے والوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے ذریعے گمراہ نہیں ہوں گے۔ اور یہ سب چیزیں مطلق حق (اللہ تعالی) کے درگاہ میں ناممکن ہیں اور اسی وجہ سے فرمایا: أَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ❋ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ اور امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: "خدا اس کی جان کاٹ دے گا"۔

مزید وضاحت کے لیے کہتا ہوں: یہ آیت سابقہ عقلی دلیل کے مطابق ہے، یعنی جھوٹے دعویدار کی طرف سے وصیت کا دعویٰ کرنا ناممکن ہے، کیونکہ خدا فرماتا ہے: «وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ❋ أَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ❋ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ »، (اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنا لاتے۔ تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے ۔ پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے)۔ یعنی ہم جانتے ہیں کہ خدا کے رسول کی ہلاکت اور فنا ناممکن ہے، کیونکہ ان کے لیے خدا پر جھوٹ باندھنا ناممکن ہے، یعنی اگر وہ جھوٹ باندھنے والوں سے ہوتا تو یقیناً ہلاک ہو جاتا۔ یہ آیت ان لوگوں سے مخاطب ہے جو محمد (ص) اور قرآن کو نہیں مانتے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آیت میں اس لفظ کے ساتھ دلیل لانا اس لیے نہیں ہے کہ یہ آیت خدا کا کلام ہے، کیونکہ وہ اس آیت کو بھی نہیں مانتے، بلکہ حجت اور دلیل آیت کے مواد پر مبنی ہے، یعنی کسی چیز سے استدلال جو عقلی نقطہ نظر سے ان کے لیے طے شدہ اور یقینی ہے؛ الٰہی نص جس کو "اس سے تمسک کرنے والوں کو گمراہ ہونے سے روکنا" کے طور پر وصف کیا گیا ہے اس کا دعویٰ اس کے مالک کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ تسلیم کرنا کہ اس نص کے صاحب کے علاوہ کوئی اور دعویٰ کر سکتا ہے اس کے لیے جہالت یا نااہلی یا جھوٹ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کی ضرورت ہے۔

کرتا ہے... میں نے پوچھا: «إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ» ؟ انھوں نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ جبرائیل خدا سے علی کی ولایت کے بارے میں بتاتے ہیں۔ میں نے پوچھا: « وَ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ❋ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ »؟ انھوں نے فرمایا: اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے کہا کہ محمد (ص) خدا پر جھوٹ باندھ رہے ہیں اور خدا نے علی (ع) کی جانشینی کے بارے میں ایسا حکم نہیں دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے قرآن (آیت) بھیجا اور فرمایا: بے شک علی کی ولایت «تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ» رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ «وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا مُحَمَّدٌ بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ» اور اگر محمد (ص) ہم سے ایسے الفاظ کہتے (جھوٹ باندھتے) تو ہم اسے سختی سے پکڑ لیتے اور اس کی گردن کی رگ کاٹ دیتے)۔

[1]- الکافی، جلد 1 صفحہ-373-

لہٰذا عقلی، قرآنی اور روایتی نقطۂ نظر سے یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک جھوٹے دعویدار کے لیے الٰہی تشخیصی نص کا دعویٰ کیا جائے جسے "اس سے تمسک کرنے والوں کو گمراہ ہونے سے روکنا" کے طور پر وصف کیا گیا ہے۔ یعنی یہ نص دوسروں کے دعووں سے محفوظ رہتی ہے جب تک کہ اس کا صاحب اس کا دعویٰ نہ کرے، تاکہ نص کا مقصد، جو نص پر قائم رہنے والے کو گمراہ ہونے سے روکنا ہے، پورا ہو، جیسا کہ خدا نے وعدہ کیا ہے۔[1]

آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ ہم تشخیصی نص کے دعوے کے بارے میں بات کر رہے ہیں جسے "گمراہ ہونے سے روکنا" کے طور پر وصف کیا گیا ہے، عام طور پر الٰہی منصب کے دعوے کے بارے میں نہیں؛ کیونکہ زمین پر خدائی عہدہ یا نبوت یا خلافت کا دعویٰ جھوٹا اور احمقانہ طور پر اور وصیت (تشخیصی نص) سے استدلال کیے بغیر بہت بار واقع ہو چکا ہے اور شاید امامت کا جھوٹا

1- وہ جو الٰہی منصب کا دعویٰ کرتا ہے:

- یا تشخیصی نص کے دعویدار کو "اس پر تمسک کرنے والوں کو گمراہ ہونے سے روکنا" کے طور پر وصف کیا گیا ہے، اس صورت میں وہ حق کا دعویدار ہے۔ اور اس کا جھوٹا یا باطل ہونا ممکن نہیں ہے، کیونکہ یہ نص یقیناً جھوٹوں اور باطل کے دعووں سے محفوظ ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو کسی ایسی چیز پر قائم رہنے کا حکم دیا ہے جو انہیں گمراہ کر دے، اور اس کے باوجود یہ نص "گمراہ ہونے سے روکنے والی" کے طور پر وصف کیا گیا ہے اور یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جسے خدا کی طرف سے جاری کرنا ناممکن ہے۔

- یا وہ الٰہی مقام کا دعویدار ہے، لیکن وہ تشخیصی نص کا دعویدار نہیں ہے جس کو "اس پر تمسک کرنے والوں کو گمراہ ہونے سے روکنا" کے طور پر وصف کیا گیا ہے، اور یہ دعویدار یا اس کا دعویٰ ایسا ہے کہ بعض مکلفین کے لیے بعض امور کی نسبت اپنی لاعلمی کی وجہ سے شکوک و شبہات کو جنم دیتی ہیں۔ شاید خدا اس کے بارے میں قرآن کی اس آیت کو نافذ کرے اور اسے اپنے بندوں کے لیے رحمت سے ہلاک کرے؛ اگرچہ اس کے دعویٰ کا اعلان کرنے کے بعد کچھ عرصہ گزر جائے، جب کہ اس کے پیروکاروں کے لیے کوئی دلیل یا عذر نہیں ہے، یا کہ اس بات کا امکان نہیں کہ وہ کسی کو شک میں مبتلا کر دے جب تک کہ وہ خود باطل کا طالب نہ ہو اور نتیجتاً وہ بغیر کسی نص تشخیصی کے اس (مدعی) کی بات مان لے اور ساتھ ہی اس (مدعی) کی طرف سے بہت سی حماقتیں جاری ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دیتا ہے، لیکن کوئی وجہ نہیں کہ آیت کریمہ اس پر لاگو ہو، لیکن شاید خدا اسے ایک طویل وقت دیں؛ پس وہ ان لوگوں کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے جو اپنی حماقت سے جھوٹ کی تلاش کرتے ہیں۔

مزید وضاحت کے لیے، میں ایک مثال دیتا ہوں:

تین دائرے ہیں: سفید، سرمئی اور سیاہ۔

سفید دائرہ, محفوظ اور حمایت شدہ ہے اور کوئی جھوٹا اس میں داخل نہیں ہو سکتا اور اس کے نتیجے میں جو بھی اس میں داخل ہوتا ہے وہ سچا دعویدار ہے۔ ہمیں اس کی تصدیق کرنی ہو گی۔ آیات مبارکہ: «لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۞ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۞ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْـوَتِينَ» یہ یقینی طور پر اس دائرے پر منطبق (موافق) ہے۔

سرمئی دائرہ، جھوٹوں کے داخلے سے محفوظ نہیں؛ تو کیا اس میں موجود کسی پر بھی بھروسہ اور اعتراف کیا جا سکتا ہے؟! بے شک، بعض اوقات جھوٹوں کے داخلے کی حفاظت کا امکان ہے؛ یہ صرف بندوں پر خدا کی رحمت کی وجہ سے ہے، حالانکہ ان کے پاس اس کے اندر موجود لوگوں کی اطاعت کے لیے کوئی عذر نہیں ہے۔ لہٰذا مبارکہ آیت اس دائرے پر منطبق ہو سکتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس پر لاگو ہو۔

تیسرا حلقہ سیاہ ہے اور یہ جھوٹ بولنے والوں کے داخل ہونے سے کسی بھی طرح محفوظ نہیں ہے، بلکہ بنیادی طور پر یہ دائرہ جھوٹوں کا ہے اور یہ واضح ہے کہ یہ دائرہ جھوٹوں کے لیے ہے، اس لیے جھوٹوں سے اس کی حمایت اور حفاظت کی کوئی وجہ نہیں، نہ کہ ان کے آنے سے پہلے اور ان کے آنے کے بعد۔ نتیجتاً آیتِ کریمہ کا مقام اس دائرے میں نہیں ہے۔

دعویدار طویل عرصے تک زندہ رہا ہو[۱]؛ لہٰذا، خدا کی گواہی اور الٰہی نص اور وصیت کے بغیر دعویٰ کی کوئی قیمت نہیں اور یہ ایک احمقانہ دعویٰ ہے۔ لہٰذا جو بھی اس قسم کے جھوٹے دعوے کو تسلیم کرتا ہے اس کے پاس خدا کے سامنے کوئی عذر نہیں ہے۔

لہٰذا، ہمارا مقصد دعویداروں کے دعووں کی قطعی ممانعت نہیں ہے۔ بلکہ، اس نے انہیں تشخیصی نص کا دعویٰ کرنے سے روک دیا کہ جس کی صفت ہے کہ "جو لوگ اس سے چپٹے رہے انہیں گمراہ ہونے سے روکتے ہیں" اور یہی وصیت عوام کے لیے دلیل ہے۔ اور یہ محال ہونا جسے ہم نے عقل کے ساتھ ثابت کیا اور قرآنی نص اور روایات بھی اس پر تاکید کرتی ہیں؛ بیرونی حقیقت بھی اس کی تصدیق کرتی ہے۔ کیونکہ سینکڑوں سال اس تشخیصی نص سے بغیر کسی دعوے کے گزر چکے ہیں اور اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لیے یہی کافی ہے۔

تورات میں پیغمبروں کی وصیت اور عیسیٰ (ع) کی وصیت پر سینکڑوں سال گزر چکے ہیں، اور محمد (ص) اور ان کے بعد کے اوصیاء کے علاوہ کسی نے اس کا دعویٰ نہیں کیا، جس طرح ائمہ (ع) کے علاوہ کسی نے پیغمبر (ص) کی وصیت کا دعویٰ نہیں کیا، اور امام رضا (ع) جاثلیق نصرانی کے خلاف اس حقیقت سے استدلال کیا، یعنی تورات اور بائبل سے رسول اللہ (ص) کے بارے میں ماضی کے انبیاء کی نص بیان کرنے کے بعد، جاثلیق نصرانی نے دلیل دی کہ یہ نصوص ایک سے زیادہ افراد پر لاگو ہو سکتی ہیں۔ امام رضا (ع) کا جاثلیق کو جواب اور دلیل یہ تھی کہ ایسی چیز یعنی جھوٹے دعویداروں کی وصیت کا دعویٰ آج تک پورا نہیں ہوا۔ روایت کے اس حصے پر غور کریں:

(...وَ لَكِنْ لَمْ يَتَقَرَّرْ عِنْدَنَا بِالصِّحَّةِ أَنَّهُ مُحَمَّدٌ هَذَا. فَأَمَّا اسْمُهُ فَمُحَمَّدٌ فَلَا يَجُوزُ لَنَا أَنْ نُقِرَّ لَكُمْ بِنُبُوَّتِهِ وَ نَحْنُ شَاكُّونَ أَنَّهُ مُحَمَّدُكُمْ .... فَقَالَ الرِّضَا: احْتَجَجْتُمْ بِالشَّكِّ؟! فَهَلْ بَعَثَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ أَوْ مِنْ بَعْدُ مِنْ آدَمَ إِلَى يَوْمِنَا هَذَا نَبِيّاً اسْمُهُ مُحَمَّدٌ؟ أَوْ تَجِدُونَهُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْكُتُبِ الَّذِي أَنْزَلَهَا اللَّهُ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ غَيْرَ مُحَمَّدٍ؟ فَأَحْجَمُوا عَنْ جَوَابِهِ...) [۲]

جاثلیق نے کہا: (ہم جانتے ہیں کہ بائبل مقدس میں محمد کا نام آیا ہے، لیکن ہمارے لیے صحیح طور پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ اس سے آپ کا محمد مراد ہے۔ لیکن صرف اس لیے کہ ان کا نام محمد (ص) ہے، ہم ان کی نبوت کو قبول نہیں کر سکتے جب کہ ہمیں شک ہے کہ آیا وہ آپ کے محمد ہیں؟ امام رضا (ع) نے فرمایا: تم نے شک پر احتجاج کیا؟! کیا خدا نے آدم سے پہلے یا بعد میں آج تک کوئی نبی بھیجا ہے جس کا نام محمد (ص) ہے؟! یا ان کتابوں میں سے جو خدا نے تمام انبیاء پر نازل کیں کیا تم نے ہمارے نبی محمد (ص) کے علاوہ کوئی اور پایا ہے؟! یہیں وہ امام رضا (ع) کو جواب دینے سے رہ گئے)۔

---

[1]- مسیلمہ کذاب ان کی ایک مثال ہے۔ رسول اللہ (ص) کی زندگی میں، اس نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور وہ رسول اللہ (ص) کی وفات تک زندہ رہے۔

[2]- بحار الانوار، جلد 49، ص 76؛ اثبات الہداہ، جلد 1، صفحہ 194-195

لہٰذا ماضی کے انبیاء کو اس نص سے دلیل لانا، ان کے ماننے والوں کے لیے ایک حجت ہے اور حضرت عیسیٰ (ع) اور محمد (ص) نے ماضی کے انبیاء کی نص سے استدلال کیا؛ حضرت عیسیٰ (ع) نے ماضی کے انبیاء کی نص سے استدلال کیا، حالانکہ وہ وقت کے لحاظ سے ان سے دور تھے (---)

محمد (ص) نے عیسیٰ (ع) اور اس سے پہلے کے انبیاء کی نص سے استدلال فرمایا۔ جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے۔

«وَ إِذْ قالَ عِیسَی ابْنُ مَرْیَمَ یا بَنِی إِسْرائِیلَ إِنِّی رسول‌الله إِلَیْکُمْ مُصَدِّقًا لِما بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْراةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ یَأْتِی مِنْ بَعْدِی اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جاءَهُمْ بِالْبَیِّناتِ قالُوا هذا سِحْرٌ مُبِینٌ» [۱]

(اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریم (ع) کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کے اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد (ص) ہوگا ان کی بشارت سناتا ہوں۔ (پھر) جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے).

«الَّذِینَ یَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِیَّ الْأُمِّیَّ الَّذِی یَجِدُونَهُ مَکْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْراةِ وَ الْإِنْجِیلِ یَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَ یَنْهاهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّباتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبائِثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَ الْأَغْلالَ الَّتِی کانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِینَ آمَنُوا بِهِ وَ عَزَّرُوهُ وَ نَصَرُوهُ وَ اتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِی أُنْزِلَ مَعَهُ أُولئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ» [۲]

(جو لوگ کہ رسولِ نبی امّی کا اتباع کرتے ہیں جس کا ذکر اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ وہ نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے اور پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے اور خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے اور ان پر سے احکام کے سنگین بوجھ اور قید و بند کو اٹھا دیتا ہے پس جو لوگ اس پر ایمان لائے اس کا احترام کیا اس کی امداد کی اور اس نور کا اتباع کیا جو اس کے ساتھ نازل ہوا ہے وہی درحقیقت فلاح یافتہ اور کامیاب ہیں)۔

اور خدا نے قرآن میں بیان کیا ہے کہ اگر محمد (ص) کا دعویٰ جھوٹا ہوتا (العیاذ باللہ) تو وہ اسے اس نص کا دعویٰ کرنے کے لیے نہ چھوڑتا، کیونکہ خدا، جھوٹے دعویداروں کے دعووں سے اس نص کی حفاظت اور تحفظ کا ذمہ دار ہے، اور خدا ان کو نص سے روکنے کا ذمہ دار ہے:

«وَ لا طَعامٌ إِلاّ مِنْ غِسْلِینٍ * لا یَأْکُلُهُ إِلاّ الْخاطِئُونَ * فَلا أُقْسِمُ بِما تُبْصِرُونَ* وَما لا تُبْصِرُونَ *إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ کَرِیمٍ * وَ ما هُوَ بِقَوْلِ شاعِرٍ قَلِیلا ما تُؤْمِنُونَ * وَ لا بِقَوْلِ کاهِنٍ قَلِیلا ما تَذَکَّرُونَ * تَنْزِیلٌ مِنْ رَبِّ الْعالَمِینَ * وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنا بَعْضَ الأَقاوِیلِ * لأَخَذْنا مِنْهُ بِالْیَمِینِ * ثُمَّ لَقَطَعْنا مِنْهُ الْوَتِینَ * فَما مِنْکُمْ مِنْ أَحَدٍ

[1]- قرآن پاک، سورہ صف، آیت 6

[2]- قرآن پاک، سورہ اعراف، آیت 157

عَنْهُ حَاجِزِينَ * وَ إِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ * وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنكُمْ مُكَذِّبِينَ * وَ إِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ * وَ إِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ*فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ » (۱)

(اور نہ پیپ کے علاوہ کوئی غذا ہے۔ جسے گنہگاروں کے علاوہ کوئی نہیں کھاتا۔ میں اس کی بھی قسم کھاتا ہوں جسے تم دیکھ رہے ہو۔ اور اس کی بھی جس کو نہیں دیکھ رہے ہو۔ یقینا یہ ایک کریم رسول کا قول ہے اور یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے ہاں تم بہت کم ایمان لاتے ہو۔اور یہ کسی کاہن کا کلام نہیں ہے جس پر تم بہت کم غور کرتے ہو۔ یہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے۔اور اگر یہ پیغمبر ہماری طرف سے کوئی بات گڑھ لیتا ۔ تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے ۔ پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے ۔ پھر تم میں سے کوئی مجھے روکنے والا نہ ہوتا۔ اور یہ قرآن صاحبانِ تقویٰ کے لئے نصیحت ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے جھٹلانے والے بھی ہیں ۔ اور یہ کافرین کے لئے باعث حسرت ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ یہ برحق قابل یقین ہے ۔ لہٰذا آپ اپنے عظیم پروردگار کے نام کی تسبیح کریں)۔

دوسرا: علم

خدا کا خلیفہ وہ عالم ہے جو اپنے سوا کسی اور سے بے نیاز ہو سکتا ہے اور لوگوں میں سے کوئی بھی اس سے اور اس کے علم سے بے نیاز نہیں ہے، کیونکہ جو کچھ دین میں واقع ہوتا ہے اور جو کچھ اس کے زمانے کے لوگوں کو دین کے معاملے میں درکار ہوتا ہے خدا اس پر وحی کرتا ہے۔ یہاں جو علم خلیفہ خدا کے ساتھ ہونی چاہئے اس کا مفہوم علم دین ہے کہ خدا کا خلیفہ اس کو لوگوں تک پہنچانے کا ذمہ دار ہے۔ للذا، خدا کے خلیفہ کا خدا سے جڑا ہونا ضروری ہے، اور خدا جو کچھ اسے اپنے مشن کی تبلیغ اور خدا کی رضا والے سچے دین کو لانے، نئے آسمانی احکام، فصل الخطاب (ہر وہ فصیح و بلیغ کلام جو حق کو باطل سے الگ کرتا ہے)، اور لوگوں کے اختلافات کو دور کرنے کے لئے ضروری ہو سکھائے گا۔

وہی چیز- یعنی نئے امور کا علم اور فصل الخطاب اور لوگوں کے علمی تنازعات کا حل - حق کے طالب شخص کے لیے خدا کے خلیفہ کی پہچان کا ثبوت ہو سکتا ہے جو نص اور وصیت کے ثبوت کی تصدیق کرتا ہے۔خُدا کے خلیفہ کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ استنباطی یا تجرباتی علوم یا ماضی کے دینی علوم سے بھی واقف ہو، جیسے کہ ماضی کے خلفاء کے مشن، بلکہ خُدا کے خلیفہ کے لیے صرف ضروری علم یہ ہے کہ وہ خدا سے جڑا ہوا ہو اور اللہ رب العزت اسے سب سے پہلی چیز سکھائے جس کی اسے اپنے مشن میں ضرورت ہے۔اور یہ اس معنی میں نہیں کہ وہ ماضی کے خلفائے کے مشنوں یا تجرباتی اور استنباطی علوم سے ناواقف ہو، لیکن ان چیزوں اور ان کی تفصیلات کو جاننا اس پر واجب نہیں ہے۔اس لیے ممکن ہے کہ وہ بعض اوقات انہیں تعلیم کے ذریعے یا الٰہی الہام سے یا دونوں طریقوں سے جانتا ہو، یعنی دوسرے لوگوں کی طرح وہ ان کو مثال کے طور پر، پڑھ کر سیکھتا ہو، لیکن خدا اسے اس لحاظ سے احسان کر دیتا ہے چونکہ وہ خدا کا خلیفہ ہے اس لئے وہ اسے الہام کرتا ہے۔ بالخصوص اگر معاملہ دین سے متعلق ہو، جیسے کہ خدا تعالیٰ کے وجود کو ثابت کرنا یا عام طور پر دین کا دفاع کرنا۔

---

[1]- قرآن کریم، سورہ الحاقۃ، آیات 36 - 52

لیکن بعض حاشیہ پردازوں (ضمنی کرداروں) کے مضحکہ خیز عقائد جو کہتے ہیں کہ خدا کے خلیفہ کو تمام زبانوں کا علم ہونا چاہیے اور زبان کا معصوم ہونا چاہیے اور اس طرح کے جاہلانہ عقائد (مثال کے طور پر) یہ کہنا کہ جب وہ پتھر پر چلتا ہے تو اس پر اثر ہوتا ہے اور اس کے قدموں کے نشان باقی رہ جاتے ہیں اور... عنقریب ان باطل عقائد کا جواب اور ان باتوں پر ایمان لانے والوں کی جہالت بیان کی جائے گی۔

شاید خدا کا خلیفہ اپنی خلافت کے دور میں کسی وقت خاموش رہنے پر مجبور ہو جائے جیسا کہ فترت کے دور میں ایسا ہے اور اپنے علم کا اظہار نہ کرے اور فترت کا مسئلہ اور اس کی وجہ پہلے ہی بیان کر چکا ہوں جس میں حق کی دعوت کو قبول کرنے والے کے عدم موجودگی پر مشتمل ہو، یا یہ ممکن ہے کہ وہ اس ضرورت کی وجہ سے خاموش ہو جو خدا نے چاہا، گویا وہ اپنا اولین فرض ادا کر رہا ہے، جو اس شخص کو تیار کرنا ہے جس تک خلافت پہنچنا ہے، کیونکہ خلافت الٰہی کو سپرد کرنا ایک امانت ہے جس کا حکم خدا نے اپنے خلیفہ کو دیا ہے۔ اور اسے چاہیے کہ اس کے لیے ہر ممکن تیاری کرے کہ اس معاملے (خلافت الٰہی کی امانت کو سپرد کرنے) کو بہترین طریقے سے انجام دیا جائے کہ لوگوں کے سامنے ثبوت پیش کیے جائیں (حجت تمام ہو) اور ان کی خلاف ورزی کرنے والے کے لیے شیطان کی راہ پر چلنے اور خدا کے دین یا آئندہ خلیفہ کی خلاف ورزی کرنے کا کوئی عذر نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا» [۱]

(بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچا دو اور جب کوئی فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو اللہ تمہیں بہترین نصیحت کرتا ہے بیشک اللہ سمیع بھی ہے اور بصیر بھی)۔

اس آیت کا مفہوم اگلے خلیفہ کو خلافت الٰہی کا سپرد کرنا ہے، ایک فریضہ جو ماضی کے خلیفہ کو مکمل طور پر پورا کرنا چاہیے؛ کیونکہ ایک خدائی امانت اس کی گردن پر ہے اور اس وجہ سے وہ بعض اوقات اپنی جان بچانے کے لیے اس وقت تک خاموش رہنے پر مجبور ہوتا ہے جب تک کہ اگلے خلیفہ سے متعلق کچھ معاملات تیار نہ ہو جائیں، یا کم از کم اس کی پیدائش کے وقت تک۔

درج ذیل احادیث اس مسئلہ کی وضاحت کرتی ہیں:

(الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَائِذٍ عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ بُرَيْدٍ الْعِجْلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ «إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمانَاتِ إِلى أَهْلِها وَ إِذا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ» قَالَ إِيَّانَا عَنَى أَنْ يُؤَدِّيَ الْأَوَّلُ إِلَى الْإِمَامِ الَّذِي بَعْدَهُ الْكُتُبَ وَ الْعِلْمَ وَ السِّلَاحَ «وَ إِذا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ» الَّذِي فِي أَيْدِيكُمْ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ «يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ» إِيَّانَا عَنَى خَاصَّةً. أَمَرَ جَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ بِطَاعَتِنَا

---

[1]- قرآن کریم، سورہ نساء، آیہ 58.

فَإِنْ خِفْتُمْ تَنَازُعاً فِي أَمْرٍ «فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ إِلَى الرَّسُولِ وَ إِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ» كَذَا نَزَلَتْ وَ كَيْفَ يَأْمُرُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِطَاعَةِ وُلَاةِ الْأَمْرِ وَ يُرَخِّصُ فِي مُنَازَعَتِهِمْ إِنَّمَا قِيلَ ذَلِكَ لِلْمَأْمُورِينَ الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ «أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ» (۱)

برید عجلی کہتے ہیں: میں نے امام باقر(ع) سے اس آیت (خدا آپ کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں اپنے لوگوں تک پہنچا دو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو) کے بارے میں پوچھا: انھوں نے فرمایا: یہ صرف ہمارے بارے میں ہے کہ ہر امام اپنے بعد کے امام کو کتابیں، علم اور ہتھیار دے۔ (اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے فیصلہ کرو) یعنی جو تمہارے ہاتھ میں ہے۔ پھر خدا نے لوگوں سے فرمایا: (اے ایمان والو! خدا اور رسول اور اپنے اولو الامر کی اطاعت کرو)۔ یہ آیت صرف ہمارے بارے میں اور تمام مومنین کو حکم دیا کہ وہ قیامت تک ہماری اطاعت کریں۔ پس اگر تم ڈرتے ہو کہ تم کسی چیز میں نزاع اور اختلاف پاؤ گے، (تو اسے خدا اور رسول اور اپنے معاملات کے ولی کی طرف لوٹا دو)۔ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی اور یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا والیان امر کی اطاعت کا حکم دے لیکن ان کے جھگڑوں اور تنازعات کے بارے میں والیان امر کے پاس نہیں بھیجتا؟ یہ بات صرف ان ذمہ داروں کو بتائی گئی ہے جن سے اس نے کہا تھا: (اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور اپنے معاملات کے والیوں کی اطاعت کرو)۔

«الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ قَالَ: (سَأَلْتُ الرِّضَا (ع) عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ «إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَماناتِ إِلى أَهْلِها» قَالَ هُمُ الْأَئِمَّةُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ(ص) أَنْ يُؤَدِّيَ الْإِمَامُ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنْ بَعْدَهُ وَ لَا يَخُصَّ بِهَا غَيْرَهُ وَ لَا يَزْوِيَهَا عَنْهُ)» (۲)

احمد بن عمر نے امام رضا (ع) سے اس آیت کے بارے میں پوچھا (خدا آپ کو ان امانتوں کو اپنے لوگوں تک پہنچانے کا حکم دیتا ہے). آپ نے فرمایا: (یہ وہی امام ہیں جو آل محمد کے ہیں، اور ہر امام کو ان کے بعد والے امام کو امانت منتقل کرنا چاہیے اور اسے کسی اور کے سپرد نہ کریں اور اسے اس کے صاحب سے دوسری جگہ نہ لے جائیں)۔

« مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع): (فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ «إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَماناتِ إِلى أَهْلِها» قَالَ هُمُ الْأَئِمَّةُ يُؤَدِّي الْإِمَامُ إِلَى الْإِمَامِ مِنْ بَعْدِهِ وَ لَا يَخُصُّ بِهَا غَيْرَهُ وَ لَا يَزْوِيهَا عَنْهُ).» (۳)

---

[1] - الکافی ج1، ص276۔
[2] - الکافی ج1، ص276۔
[3] - الکافی ج1، ص276۔

محمد بن فضیل نے امام رضا (ع) سے اس آیت کے بارے میں پوچھا (خدا آپ کو حکم دیتا ہے کہ وہ امانتیں اپنے لوگوں تک پہنچائیں) ۔رسول اللہ (ص) نے فرمایا: (وہ امام ہیں کہ ہر امام اپنے بعد امام کو امانت پہنچادیں اور اسے کسی اور کے سپرد نہ کریں اور امانت کو دوسری جگہ نہ لے جائیں)۔

« مُحَمَّدُ بْنُ يحْيى عَنْ أحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ إسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنِ ابْنِ أَبِى يَعْفُورٍ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ خُنَيْسٍ قَالَ: (سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ و جَلَّ ﴿إنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُم أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمانات إِلى أَهْلِها﴾ قال أَمرَ اللَّهُ الْإِمَامَ الْأَوَّلَ أنْ يَدفعَ إِلَى الْإِمَامِ الَّذِى بَعده كُلَّ شَيْءٍ عِنْدَه)» [۱]

معلّیٰ بن خنیس کہتے ہیں: میں نے امام صادق (ع) سے اس آیت کے بارے میں پوچھا (خدا آپ کو حکم دیتا ہے کہ وہ امانتیں اپنے لوگوں تک پہنچائیں)۔انھوں نے فرمایا: "خدا نے امام کو حکم دیا ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اپنے بعد کے امام کے لیے چھوڑ دے۔"

« رَوَى مُعَلَّى بْنُ خُنَيْسٍ عَنِ الصَّادِقِ (ع) قَالَ: (قُلْتُ لَهُ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ و جَلَّ ﴿إنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُم أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمانات إِلى أَهْلِها و إِذا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾ قال عَلَى الْإِمَامِ أنْ يَدفعَ مَا عِنْدَهُ إِلَى الْإِمَامِ الَّذِى بَعْدَه و أُمِرَتِ الْأَئِمَّةُ أَنْ يَحْكُمُوا بِالْعَدلِ و أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَتَّبِعُوهُمْ)» [۲]

معلّیٰ بن خنیس امام صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں: (آیت کے بارے میں (خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ وہ امانتیں اپنے لوگوں تک پہنچادو اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو)۔حضرت نے فرمایا: امام پر واجب ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے اسے اپنے بعد کے امام کے لیے چھوڑ دے،اور اس آیت نے ائمہ کو عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ اور حکومت کرنے کا حکم دیا اور لوگوں کو ان کی اطاعت کا حکم دیا)۔

«مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحيى عَنْ أَبِى الْمعزَى عَنْ إسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنِ ابْنِ أَبِى يَعْفُورٍ عَنْ مُعَلَّى بْنِ خُنَيْسٍ عَنْ أَبِى عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ: (قُلْتُ لَهُ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ و جَلَّ ﴿إنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُم أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمانات إِلى أَهْلِها و إِذا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾ قَالَ عَلَى الإمَامِ أَنْ يَدْفَعَ مَا عِنْدَهُ إِلَى الإمَامِ الَّذِى بَعْدَهُ و أُمِرَتِ الأَئمَّةُ بِالْعَدْلِ و أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَتَّبِعُوهُمْ)» [۳]

محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے،وہ صفوان بن یحییٰ سے،ابی المعزی سے،وہ اسحاق بن عمار سے،وہ ابن ابی یعفور سے،وہ معلّیٰ بن خنیس سے،وہ امام صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں : (وہ کہتے ہیں: میں نے کہا:اس آیت کا کیا

---

[1]- الکافی ج1،ص277۔

[2]- من لایحضرہ الفقیہ،ج3،ص3۔

[3]- تہذیب الاحکام،ج6،ص223۔

مطلب ہے؟ إنَّ اللَّهَ يَأمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمانات إلى أَهْلِها وَ إذا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ» فرمایا:

امام پر واجب ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے اسے اپنے بعد کے امام کے حوالہ کر دے اور اس آیت نے ائمہ کو عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے اور حکومت کرنے کا حکم دیا اور لوگوں کو ان کی اطاعت کا حکم دیا)۔

لہٰذا، اس عظیم آیت «إنَّ اللَّهَ يَأمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمانات إلى أَهْلِها وَ إذا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ» کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا خلیفہ یا امام اپنے بعد والے امام کو امانت سونپتا ہے اور یہ ان کا اولین فرض ہے اور اس وجہ سے وہ اپنے علم کا اظہار یا لوگوں سے بات نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنا پہلا کام پورا کرتا ہے جو کہ الٰہی مشن کو لے کر خلیفہ کو تیار کرنا ہے اور یہ امام رضا(ع) کے ساتھ ہوا:

(أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي الْحَكَمِ الْأَرْمَنِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ سَلِيطٍ الزَّيْدِيِّ قَالَ أَبُو الْحَكَمِ وَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ الْجَرْمِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ سَلِيطٍ قَالَ: لَقِيتُ أَبَا إِبْرَاهِيمَ (ع) وَ نَحْنُ نُرِيدُ الْعُمْرَةَ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ هَلْ تُثْبِتُ هَذَا الْمَوْضِعَ الَّذِي نَحْنُ فِيهِ قَالَ نَعَمْ فَهَلْ تُثْبِتُهُ أَنْتَ قُلْتُ نَعَمْ إِنِّي أَنَا وَ أَبِي لَقِينَاكَ هَاهُنَا وَ أَنْتَ مَعَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ مَعَهُ إِخْوَتُكَ فَقَالَ لَهُ أَبِي بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي أَنْتُمْ كُلُّكُمْ أَئِمَّةٌ مُطَهَّرُونَ وَ الْمَوْتُ لَا يَعْرَى مِنْهُ أَحَدٌ فَأَحْدِثْ إِلَيَّ شَيْئاً أُحَدِّثْ بِهِ مَنْ يَخْلُفُنِي مِنْ بَعْدِي فَلَا يَضِلَّ قَالَ نَعَمْ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ هَؤُلَاءِ وُلْدِي وَ هَذَا سَيِّدُهُمْ وَ أَشَارَ إِلَيْكَ وَ قَدْ عُلِّمَ الْحُكْمَ وَ الْفَهْمَ وَ السَّخَاءَ وَ الْمَعْرِفَةَ بِمَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ النَّاسُ وَ مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنْ أَمْرِ دِينِهِمْ وَ دُنْيَاهُمْ وَ فِيهِ حُسْنُ الْخُلُقِ وَ حُسْنُ الْجَوَابِ وَ هُوَ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ فِيهِ أُخْرَى خَيْرٌ مِنْ هَذَا كُلِّهِ فَقَالَ لَهُ أَبِي وَ مَا هِيَ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي قَالَ (ع) يُخْرِجُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْهُ غَوْثَ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَ غِيَاثَهَا وَ عَلَمَهَا وَ نُورَهَا وَ فَضْلَهَا وَ حِكْمَتَهَا خَيْرُ مَوْلُودٍ وَ خَيْرُ نَاشِئٍ يَحْقُنُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ الدِّمَاءَ وَ يُصْلِحُ بِهِ ذَاتَ الْبَيْنِ وَ يَلُمُّ بِهِ الشَّعْثَ وَ يَشْعَبُ بِهِ الصَّدْعَ وَ يَكْسُو بِهِ الْعَارِيَ وَ يُشْبِعُ بِهِ الْجَائِعَ وَ يُؤْمِنُ بِهِ الْخَائِفَ وَ يُنْزِلُ اللَّهُ بِهِ الْقَطْرَ وَ يَرْحَمُ بِهِ الْعِبَادَ خَيْرُ كَهْلٍ وَ خَيْرُ نَاشِئٍ قَوْلُهُ حُكْمٌ وَ صَمْتُهُ عِلْمٌ يُبَيِّنُ لِلنَّاسِ مَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَ يَسُودُ عَشِيرَتَهُ مِنْ قَبْلِ أَوَانِ حُلُمِهِ فَقَالَ لَهُ أَبِي بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي وَ هَلْ وُلِدَ قَالَ نَعَمْ وَ مَرَّتْ بِهِ سِنُونَ قَالَ يَزِيدُ فَجَاءَنَا مَنْ لَمْ نَسْتَطِعْ مَعَهُ كَلَاماً قَالَ يَزِيدُ فَقُلْتُ لِأَبِي إِبْرَاهِيمَ (ع) فَأَخْبِرْنِي أَنْتَ بِمِثْلِ مَا أَخْبَرَنِي بِهِ أَبُوكَ (ع) فَقَالَ لِي نَعَمْ إِنَّ أَبِي (ع) كَانَ فِي زَمَانٍ لَيْسَ هَذَا زَمَانَهُ فَقُلْتُ لَهُ فَمَنْ يَرْضَى مِنْكَ بِهَذَا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ قَالَ فَضَحِكَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ ضَحِكاً شَدِيداً ثُمَّ قَالَ أُخْبِرُكَ يَا أَبَا عُمَارَةَ إِنِّي خَرَجْتُ مِنْ مَنْزِلِي فَأَوْصَيْتُ إِلَى ابْنِي فُلَانٍ وَ أَشْرَكْتُ مَعَهُ بَنِيَّ فِي الظَّاهِرِ وَ أَوْصَيْتُهُ فِي الْبَاطِنِ فَأَفْرَدْتُهُ وَحْدَهُ وَ لَوْ كَانَ الْأَمْرُ إِلَيَّ لَجَعَلْتُهُ فِي الْقَاسِمِ ابْنِي لِحُبِّي إِيَّاهُ وَ رَأْفَتِي

عَلَيْه وَ لكنْ ذَلكَ إِلَى اللَّه عَزَّ وَ جلَّ يَجْعلُهُ حَيْثُ يَشاء وَ لَقَدْ جَاءَنِي بِخَبَرِه رسولالله (ص) ثُمَّ أَرَانِيه وَ أَرَانِي مَنْ يَكُونُ مَعَهُ وَ كَذَلكَ لَا يُوصى إِلَى أَحَد منَّا حَتَّى يَأْتِيَ بِخَبَرِه رسولالله (ص) وَ جَدِّي عَليٌّ(ع) وَ رَأَيْت مَعَ رسولالله (ص) خَاتماً وَ سَيْفاً وَ عَصًا وَ كتَاباً وَ عمَامَةً فَقُلْتُ مَا هَذَا يَا رسولالله فَقَالَ لِي أَمَّا الْعمَامَةُ فَسُلْطَانُ اللَّه عَزَّ وَ جلَّ وَ أَمَّا السَّيْفُ فعزُّ اللَّه تَبَارَكَ وَ تَعالَى وَ أَمَّا الْكتَابُ فَنُورُ اللَّه تَبارَكَ وَ تَعالَى وَ أَمَّا الْعصَا فَقُوَّةُ اللَّه وَ أَمَّا الْخاتَمُ فَجَامعُ هَذه الْأُمُور ثُمَّ قال لِي وَ الْأَمْرُ قَدْ خَرَجَ مِنْكَ إِلَى غَيْرِكَ فَقُلْتُ يَا رسولالله أَرِنِيه أَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ رسولالله (ص) مَا رَأَيْتُ مِنَ الْأَئمَّة أَحداً أَجْزَعَ عَلَى فرَاقِ هَذَا الْأَمْرِ مِنْكَ وَ لَوْ كَانَت الْإِمَامَةُ بِالْمَحَبَّة لَكَانَ إِسْمَاعِيلُ أَحبَّ إِلَى أَبِيكَ مِنْكَ وَ لَكنْ ذَلكَ مِنَ اللَّه عَزَّ وَ جلَّ ثُمَّ قَالَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ وَ رَأَيْتُ وُلْدِي جَمِيعاً الْأَحْيَاءَ مِنْهُمْ وَ الْأَمْوَاتَ فَقَالَ لِي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) هَذَا سَيِّدُهُمْ وَ أَشَارَ إِلَى ابْنِي عَلِيٍّ فَهُوَ مِنِّي وَ أَنَا مِنْهُ وَ اللَّهُ مَعَ الْمُحْسِنِينَ قَالَ يَزِيدُ ثُمَّ قَالَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ (ع) يَا يَزِيدُ إِنَّهَا وَدِيعَةٌ عِنْدَكَ فَلَا تُخْبِرْ بِهَا إِلَّا عَاقِلًا أَوْ عَبْداً تَعْرِفُهُ صَادِقاً وَ إِنْ سُئِلْتَ عَنِ الشَّهَادَة فَاشْهَدْ بِهَا وَ هُوَ قَوْلُ اللَّه عَزَّ وَ جلَّ ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمانات إِلى أَهْلِها﴾ وَ قَالَ لَنَا أَيْضاً ﴿وَ مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّه﴾ قَالَ فَقَالَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ (ع) فَأَقْبَلْتُ عَلَى رسولالله(ص) فَقُلْتُ قَدْ جَمَعْتَهُمْ لِي بِأَبِي وَ أُمِّي فَأَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ هُوَ الَّذِي يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّه عَزَّ وَ جلَّ وَ يَسْمَعُ بِفَهْمِه وَ يَنْطقُ بِحكْمَته يُصِيبُ فَلَا يُخْطِئُ وَ يَعْلَمُ فَلَا يَجْهَلُ مُعَلَّماً حُكْماً وَ عِلْماً هُوَ هَذَا وَ أَخَذَ بِيَد عَلِيٍّ ابْنِي ثُمَّ قَالَ مَا أَقَلَّ مُقَامَكَ مَعَهُ فَإِذَا رَجَعْتَ مِنْ سَفَرِكَ فَأَوْصِ وَ أَصْلِحْ أَمْرَكَ وَ افْرُغْ مِمَّا أَرَدْتَ فَإِنَّكَ مُنْتَقِلٌ عَنْهُمْ وَ مُجَاوِرٌ غَيْرَهُمْ فَإِذَا أَرَدْتَ فَادْعُ عَلِيّاً فَلْيُغَسِّلْكَ وَ لْيُكَفِّنْكَ فَإِنَّهُ طُهْرٌ لَكَ وَ لَا يَسْتَقِيمُ إِلَّا ذَلكَ وَ ذَلكَ سُنَّةٌ قَدْ مَضَتْ فَاضْطَجِعْ بَيْنَ يَدَيْه وَ صُفَّ إِخْوَتَهُ خَلْفَهُ وَ عُمُومَتَهُ وَ مُرْهُ فَلْيُكَبِّرْ عَلَيْكَ تِسْعاً فَإِنَّهُ قَد اسْتَقَامَتْ وَصِيَّتُهُ وَ وَلِيَكَ وَ أَنْتَ حَيٌّ ثُمَّ اجْمَعْ لَهُ وُلْدَكَ مِنْ بَعْدِهِمْ فَأَشْهِدْ عَلَيْهِمْ وَ أَشْهِدِ اللَّهَ عَزَّ وَ جلَّ وَ كَفَى بِاللَّه شَهِيداً قَالَ يَزِيدُ ثُمَّ قَالَ لِي أَبُو إِبْرَاهِيمَ (ع) إِنِّي أُوخَذُ فِي هَذه السَّنَة وَ الْأَمْرُ هُوَ إِلَى ابْنِي عَلِيٍّ سَمِيِّ عَلِيٍّ وَ عَلِيٍّ فَأَمَّا عَلِيٌّ الْأَوَّلُ فَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِب وَ أَمَّا الْآخِرُ فَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ (ع) أُعْطِيَ فَهْمَ الْأَوَّلِ وَ حِلْمَهُ وَ نَصْرَهُ وَ وُدَّهُ وَ دِينَهُ وَ مِحْنَتَهُ وَ مِحْنَةَ الْآخِرِ وَ صَبْرَهُ عَلَى مَا يَكْرَهُ وَ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَتَكَلَّمَ إِلَّا بَعْدَ مَوْت هَارُونَ بِأَرْبَعِ سِنِينَ ثُمَّ قَالَ لِي يَا يَزِيدُ وَ إِذَا مَرَرْتَ بِهَذَا الْمَوْضِعِ وَ لَقِيتَهُ وَ سَتَلْقَاهُ فَبَشِّرْهُ أَنَّهُ سَيُولَدُ لَهُ غُلَامٌ أَمِينٌ مَأْمُونٌ مُبَارَكٌ وَ سَيُعْلِمُكَ أَنَّكَ قَدْ لَقِيتَنِي فَأَخْبِرْهُ عِنْدَ ذَلكَ أَنَّ الْجَارِيَةَ الَّتِي يَكُونُ مِنْهَا هَذَا الْغُلَامُ جَارِيَةٌ مِنْ أَهْلِ بَيْت مَارِيَةَ جَارِيَة رسولالله(ص) أُمِّ إِبْرَاهِيمَ فَإِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُبَلِّغَهَا مِنِّي السَّلَامَ فَافْعَلْ قَالَ يَزِيدُ فَلَقِيتُ بَعْدَ مُضِيِّ أَبِي إِبْرَاهِيمَ (ع) عَلِيّاً (ع) فَبَدَأَنِي فَقَالَ لِي يَا يَزِيدُ مَا تَقُولُ فِي الْعُمْرَة فَقُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي ذَلكَ إِلَيْكَ وَ مَا عِنْدِي نَفَقَةٌ فَقَالَ

سُبْحَانَ اللّهِ مَا كُنَّا نُكَلِّفُكَ وَ لَا نَكْفِيكَ فَخَرَجْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى ذَلِكَ الْمَوْضِعِ فَابْتَدَأَنِي فَقَالَ يَا يَزِيدُ إِنَّ هَذَا الْمَوْضِعَ كَثِيراً مَا لَقِيتَ فِيهِ جِيرَتَكَ وَ عُمُومَتَكَ قُلْتُ نَعَمْ ثُمَّ قَصَصْتُ عَلَيْهِ الْخَبَرَ فَقَالَ لِي أَمَّا الْجَارِيَةُ فَلَمْ تَجِئْ بَعْدُ فَإِذَا جَاءَتْ بَلَّغْتُهَا مِنْهُ السَّلَامَ فَانْطَلَقْنَا إِلَى مَكَّةَ فَاشْتَرَاهَا فِي تِلْكَ السَّنَةِ فَلَمْ تَلْبَثْ إِلَّا قَلِيلًا حَتَّى حَمَلَتْ فَوَلَدَتْ ذَلِكَ الْغُلَامَ قَالَ يَزِيدُ وَ كَانَ إِخْوَةُ عَلِيٍّ يَرْجُونَ أَنْ يَرِثُوهُ فَعَادُونِي إِخْوَتُهُ مِنْ غَيْرِ ذَنْبٍ فَقَالَ لَهُمْ إِسْحَاقُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ اللّهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُ وَ إِنَّهُ لَيَقْعُدُ مِنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ بِالْمَجْلِسِ الَّذِي لَا أَجْلِسُ فِيهِ أَنَا)[1]

یزید بن سلیط زیدی (جن کا نام ابا عمارہ ہے) کہتے ہیں: (ہم عمرہ کے لیے جارہے تھے کہ راستہ میں موسیٰ بن جعفر (ع) سے ملاقات ہوئی اور کہا: میں آپ پر قربان ہوں، کیا آپ کو یہ جگہ یاد ہے جہاں ہم ہیں؟

انھوں نے فرمایا: ہاں، کیا تمہیں بھی یاد ہے؟ میں نے کہا: ہاں، میں اور میرے والد آپ سے یہاں ملے تھے اور امام صادق(ع) اور آپ کے بھائی بھی وہاں تھے۔ میرے والد نے امام صادق (ع) سے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ تمام ائمہ پاک ہیں لیکن موت سے کوئی نہیں بچا۔ مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جو میں خلف اور اپنے بیٹے کو بتاؤں کہ وہ گمراہ نہ ہو جائے۔

انھوں نے فرمایا: ہاں اے ابو عبداللہ! (زید کے والد کی کنیت ہے) یہ میرے بیٹے ہیں اور یہ ان کا سرور ہے (اور انھوں نے آپ کی طرف اشارہ کیا)۔ وہ ہے جو فیصلے، فہم، سخاوت، اور لوگوں کی ضروریات اور دین اور ان کی دنیا کے معاملات میں اختلافات کو پہچاننے والا ہے، اور اس کا اخلاق اور جواب اچھا ہے۔ اور وہ خدا کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور اس کے پاس ایک اور فضیلت ہے جو ان سب سے بہتر ہے۔ میرے والد نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، وہ کیا ہے؟

حضرت نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس امت کی پکار، پناہ، علم، نور، فضیلت اور حکمت کو اس کے صلب (پشت) سے نکالے گا۔ وہ بہترین مولود اور بہترین بچہ ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے خونریزی کو روکے، اور لوگوں کے درمیان صلح کرائے، بکھرے ہوئے لوگوں کو جمع کرے، شگاف کو دور کرے، ننگے کو ڈھانپے، بھوکوں کو کھانا کھلائے، اور ڈرنے والوں کو محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے بارش برسائے اور اپنے بندوں پر رحم فرمائے، وہ بوڑھوں میں بہترین اور جوانوں میں بہترین ہے، اس کی گفتگو حکمت ہے اور اس کی خاموشی علم ہے۔ وہ جن چیزوں کے بارے میں لوگ اختلاف کرتے ہیں اسے ختم کر دے گا اور بالغ ہونے سے پہلے اپنے قبیلے کی سربراہی کرے گا۔ میرے والد نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا وہ پیدا ہوا ہے؟

انھوں نے فرمایا: ہاں، چند سال گزر گئے۔ یزید کہتے ہیں: اس وقت ایک شخص داخل ہوا جس کی موجودگی کی وجہ سے ہم بول نہیں سکتے تھے۔ یزید کہتے ہیں کہ میں نے موسیٰ بن جعفر (ع) سے کہا:

---

[1]- الکافی، ج1، ص 313 - 316.

جیسا کہ آپ کے والد امام صادق (ع) نے مجھے خبر دی ہے، آپ بھی مجھے بتا دیجیئے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، میرے والد اُس زمانے میں تھے جو اِس زمانے جیسا نہیں تھا (یعنی اِس زمانہ میں تقیہ کرنا چاہیے)۔ میں نے حضرت سے کہا: جو اس جواب سے مطمئن ہو گیا اس پر خدا کی لعنت ہو۔ حضرت زور سے ہنسے، پھر فرمایا:

اے ابا عمارہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں اپنا گھر سے باہر نکلا اور اپنے بیٹے فلان کو وصیت کی تھی اور ظاہری طور پر اپنے دوسرے بیٹوں کو اس کے ساتھ شریک کیا تھا لیکن باطنی اور نجی طور پر میں نے صرف اسی کے لیے وصیت کی تھی۔ اگر یہ میرے اختیار میں ہوتا تو میں اپنے بیٹے قاسم کو امامت دے دیتا، جس سے میں محبت کرتا ہوں اور اس پر مہربان ہوں، لیکن یہ اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے اور وہ جہاں چاہتا ہے اسے دیتا ہے۔

ان کی امامت کی خبر مجھے رسول اللہ (ص) کی طرف سے پہنچی اور آپ نے مجھے ان کو اور ان کے ہم عصروں کو دکھایا، اور وہ بھی ہم میں سے کسی کے لیے وصیت نہ کرے جب تک کہ وہ رسول اللہ (ص) اور میرے جد امجد علی (ع) سے نہ سن لے اور میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی (ص) کے پاس ایک انگوٹھی، ایک تلوار، ایک عصا، ایک کتاب اور پگڑی تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ص) یہ کیا ہیں؟ فرمایا: پگڑی خدا کی حاکمیت کی علامت ہے اور تلوار اس کی عزت کی علامت ہے اور کتاب اس کے نور کی علامت ہے اور عصا خدا کی طاقت اور قدرت کی علامت ہے۔ اور انگوٹھی ان تمام امور کا جامع علامت ہے۔ پھر رسول اللہ (ص) نے مجھ سے فرمایا: امامت کا حکم تم کو چھوڑ کر کسی اور کے پاس پہنچ گیا ہے۔ میں نے کہا: اے خدا کے رسول مجھے دکھائیں کہ وہ کون ہے! انھوں نے فرمایا: میں نے کسی امام کو تم جیسا امامت کے فراق پر بے تاب ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اگر امامت کا حکم محبت اور دوستی پر مبنی تھا، اسماعیل آپ کے والد کے نزدیک آپ سے زیادہ محبوب تھے، لیکن امام خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے، تو موسیٰ ابن جعفر (ع) نے فرمایا: میں نے اپنے تمام زندہ اور مردہ بچوں پر غور کیا۔ پھر امیر المومنین (ع) نے میرے بیٹے علی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: یہ ان کا سرور ہے، وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، اور خدا صالحین کے ساتھ ہے۔

پھر موسیٰ بن جعفر (ع) نے کہا: اے یزید، یہ باتیں آپ کے پاس امانت ہیں، کسی کو مت کہو سوائے کسی عقل مند یا خدا کے بندے کے جسے تو نے سچا قرار دیا ہے، اور اگر وہ تجھ سے گواہی مانگیں تو گواہی دے، کیونکہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے: (خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں تک پہنچا دو)؛ اور اس نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ (اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا کی گواہی کو اپنے پاس چھپائے؟)۔

موسیٰ بن جعفر (ع) فرماتے ہیں کہ میں نے (خواب میں) رسول اللہ (ص) کو دیکھا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے میرے تمام بچوں کا ایک ساتھ ذکر کیا، فرمایئے گا کہ امام کون سا ہے؟ فرمایا: وہ جو خدا کے نور سے دیکھتا ہے اور عقل سے سنتا ہے اور وہ اپنی حکمت سے بات کرتا ہے، وہ صحیح چلتا ہے اور غلطی نہیں کرتا، اس کے پاس علم ہے اس لیے وہ جاہل نہیں ہے، اسے حکمت اور علم سکھایا گیا ہے۔ پھر آپ (ص) نے میرے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: یہ وہی ہے۔

پھر فرمایا: تم اس کے ساتھ کتنے کم ہو! (یعنی آپ کی وفات قریب ہے) جب آپ (مکہ) سفر سے واپس آئیں تو وصیت کریں اور اپنے معاملات کو منظّم کرو اور جس سے چاہو اس سے فراغت حاصل کرو کیونکہ تم ان سے الگ ہو جاؤ گے اور تم دوسروں کے پڑوسی بن جاؤ گے۔جب آپ (وصیت) کرنا چاہیں تو علی سے کہیں کہ آپ کو غسل دیں اور آپ کو کفن سے ڈھانپ دیں، کیونکہ اسے غسل دینے سے آپ پاک ہو جائیں گے اور اس کے علاوہ صحیح نہیں، اور یہ ایک سنت ہے جو پہلے سے قائم ہو چکی ہے؛اور آپ (میت کی نماز کے دوران) اس کے سامنے لیٹ جائیں اور اس کے پیچھے اس کے بھائیوں اور چچاوں کو صف بندی کریں اور اسے حکم دیں کہ وہ آپ پر 9 تکبیریں کہے۔ کیونکہ اس کی وصیت کو برقرار رکھا گیا ہے اور وہ آپ کی زندگی میں آپ کے معاملات کا انچارج رہے۔ پھر اپنے بچوں کو جمع کرو جو اس کے بعد ہیں اور ان میں سے اس کے لیے گواہ بناؤ اور اللہ کو بھی گواہ بنا لو اور وہی خدا گواہ کے لیے کافی ہے۔ یزید کہتا ہے: پھر موسیٰ بن جعفر (ع) نے مجھ سے فرمایا: مجھے اس سال لے جائیں گے، اور امامت میرے بیٹے علی کے پاس ہے، جو دو علی (ماضی کے اماموں) کا ایک جیسا نام ہے: پہلے علی، علی بن ابی طالب، اور دوسرا علی، علی بن الحسین۔ علی اول کی فہم، ضبط نفس، نصرت، دوستی، دین اور محنت اور علی دوم کی مشکلات پر صبر اور محنت ،اس کو دیا گیا ہے اور ہارون کی موت کے چار سال بعد تک اسے زبان کی آزادی نہیں ہے اور اسے کچھ نہیں کہنا چاہیے۔

پھر انھوں نے مجھ سے فرمایا: اے یزید جب بھی تم یہاں سے گزرو اور اس سے ملو (کہ آپ ملیں گے) اسے خوشخبری دو کہ اللہ تعالیٰ اسے ایک بیٹا عطا کرے گا، جو قابل اعتماد، امانت دار اور برکت والا ہو، اور وہ تمہیں بتائے گا کہ تم یہاں مجھ سے ملے ہو۔ پھر آپ اسے بتاو کہ وہ لونڈی، اس بیٹے کی ماں، ماریہ کے خاندان کی لونڈی، (جو کہ ماریہ) رسول اللہ کی لونڈی اور ابراہیم کی ماں ہے ، اور اگر آپ میرا اسلام اس تک پہنچا سکتے ہیں تو پہنچا دیئے گا۔ یزید کہتا ہے: میں موسیٰ بن جعفر (ع) کی وفات کے بعد، علی (ع) سے ملا۔ انھوں نے مجھ سے شروع کیا اور فرمایا: اے یزید، عمرہ پر جانے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں؛ یہ سب آپ پر ہے، آپ دیکھ لیجیے؛ میرے پاس کوئی خرچہ نہیں ہے، انھوں نے فرمایا: سبحان اللہ؛ ہم اس وقت تک تکلیف (حکم) نہیں کرتے جب تک کہ ہم آپ کے اخراجات کے ذمہ دار نہ ہوں۔ ہم چلتے رہے یہاں تک کہ ہم اس جگہ پہنچ گئے۔ حضرت نے بات شروع کی اور فرمایا: تم یہاں اپنے پڑوسیوں اور چچوں سے کئی بار ملے ہو۔ (یزید زید بن علی کی اولاد میں سے تھا، جو چھٹے اور ساتویں امام کے چچازاد بھائی ہیں، اور چچازاد بھائی چچا جیسا ہوتا ہے)۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ پھر میں نے اسے کہانی سمجھائی۔ اس نے مجھ سے فرمایا: لیکن وہ لونڈی ابھی تک نہیں آئی؟! آ ئی تو آنحضرت کے سلام اسے پہنچا دوں گا۔ پھر ہم مکہ گئے اور اسی سال انھوں نے اس لونڈی کو خرید لیا اور جلد ہی وہ حاملہ ہو گئی اور اس لڑکے کو جنم دیا۔ یزید کہتا ہے: علی کے بھائیوں کو موسیٰ بن جعفر (ع) کے وارث اور وصی ہونے کی امید تھی اور وہ مجھ سے بغیر کسی عذر کے دشمن بن گئے۔ اسحاق بن جعفر ان سے کہا کرتے تھے: میں نے دیکھا کہ یزید موسیٰ بن جعفر (ع) کی محفل میں ایسی جگہ بیٹھا تھا جہاں میں نہیں بیٹھتا تھا)۔

تیسرا: خدا کی حاکمیت کی طرف بلانا

زمین کبھی بھی ہدایت اور سچائی سے خالی نہیں ہو گی اور اگر وہ جھنڈوں سے خالی ہو جو خدا کی حاکمیت کا مطالبہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ کہنا چاہیئے کہ اس وقت زمین ہدایت اور سچائی سے خالی ہے۔ لہٰذا، خدا کی حاکمیت کی دعوت، خاص طور پر جب حق کا دعویٰ کرنے والا (خلیفہ خدا) ہی واحد شخص ہو جو اس کی طرف دعوت دے رہا ہو، حق کی پہچان کرنے والے طالبان کے لیے دلیل ہے، جو سابقہ وصیت اور نص کی دلیل کی تصدیق کرتے ہیں، یعنی نص کے ساتھ خدا کی حاکمیت کی طرف بلانا، خدا کے خلیفہ کی سچائی کا ثبوت ہو گا، یعنی یہ ایک ایسا ثبوت ہے جو نص کی مدد کرتا ہے اور مومنوں کے اس کی سچائی پر یقین کو بڑھاتا ہے۔

بلاشبہ خدا کی حاکمیت کا مفہوم صرف قانون سازی کی سطح پر نہیں ہے، بلکہ نفاذ اور حکومت کی سطح پر بھی ہے، حالانکہ یہ بنیادی طور پر ناممکن ہے کہ کوئی قانون سازی کی سطح پر خدا کی حاکمیت پر یقین رکھتا ہو جبکہ نفاذ اور حکومت کی سطح پر نہیں، کیونکہ قانون سازی ایک تجدید شدہ اور نیا معاملہ ہے؛ لہٰذا خدا سے جڑے دروازے ہونے چاہئیں تاکہ خدا ہر نئے مسئلے اور واقعہ کا فیصلہ اس تک پہنچا سکے؛ اور یہ ضروری نہیں ہے کہ خدا کا خلیفہ براہ راست حکومت کا انچارج ہو، بلکہ یہ ضروری ہے کہ وہ نظام حکومت اور خاص طور پر لوگوں کی زندگیوں پر غلبہ رکھتا ہو، جیسے جنگ اور امن کے فیصلوں یا قصاص سے متعلق خصوصی مسائل، یعنی۔ موت کی سزائیں۔

فہرست

اصل دین 2

استخلاف (جانشین مقرر کرنا) ایک مستقل سنت (روایت) ہے جس کی بیرونی دنیا میں اس کی خلاف ورزی نہیں ہوئی ہے۔ 4

قانون سازی اور نفاذ کی صلاحیت میں حاکمیت اللہ کی ہے۔ 5

زمین پر خدا کا خلیفہ کیسے جانا جاتا ہے؟ 5

معرفت حجت کا قانون اور اس کے تین ستون 6

پہلا: نص 7

1۔خدا سبحان کی طرف سے نص 8

(خواب کے حجت ہونے کی حدود) 14

خواب کے مسئلے کا خلاصہ 15

2-نص شدہ منتخب شخص پر ماضی کے خلیفہ کی طرف سے براہ راست نص 16

3۔نص شدہ منتخب شخص کے لیے ماضی کے خلیفہ کا بالواسطہ متن 16

دوسرا: علم 22

تیسرا: خدا کی حاکمیت کی طرف بلانا 31